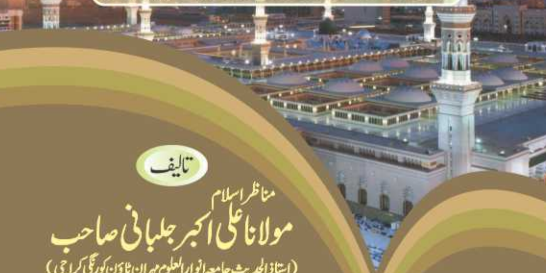
نصر المعبود

فی تحقیق حدیث عبد اللہ بن مسعود

ترک رفع یدین سے متعلق

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا تحقیقی جائزہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین سے متعلق حدیث مبارکہ کی سند اور متن پر ہونے والے تمام اشکالات کے مدلل جوابات اور حضرت سفیان ثوریؒ کی تدلیس پر سیر حاصل تحقیق



تالیف

مناظر اسلام

مولانا علی اکبر جلبانی صاحب

(استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی)

مکتبۃ المتین

نصر المعبود

فی

تحقیق حدیث عبد اللہ بن مسعود

حضرت عبداللہ بن مسعود

اور

ترک رفع الیدین

مؤلف

مولوی علی اکبر جلبانی

فہرست مضامین نصر المعبود

مضامین	صفحہ نمبر

توثیق حدیث ابن مسعود

سفیان کی معنعن روایت بقول محدثین مقبول ہے

سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہیں

حدیث ابن مسعود پر بعض محدثین کا کلام اوراس کا جواب

حدیث ابن مسعود کے متن پر بحث

حدیث ابن مسعود میں غیر مقلدین کے مغالطے

اثر عبداللہ بن مسعود

تحقیق حدیث عبداللہ بن مسعود

۱ ــحَـدَّثَـنَـا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَـنْ عَبْـدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلاَ أُصَـلِّـي بِـكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. ❶

حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر نماز پڑھی اور ہاتھوں کو نہیں اٹھایا مگر پہلی دفعہ میں۔

۲ ــأَخْبَـرَنَـا سُـوَيْـدُ بْـنُ نَـصْـرٍ، قَـالَ: أَنْبَـأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُـفْيَـانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يُعِدْ ❷

حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر کھڑے ہوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلی دفعہ میں اٹھایا پھر دوبارہ نہیں اٹھائے۔

۳ ــحَـدَّثَـنَـا ابْـنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ

❶ سنن الترمذی للامام الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۴۳ ناشر دار الغرب الاسلامی ❷ سنن النسائی للامام احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳) ج ۲ ص: ۱۸۲ ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیة

عَبْـدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

توثیق حدیث ابن مسعود

۱۔حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹) سے:

حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. ❷

حضرت عبداللہ بن سعود کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ: حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

کتاب اللہ اور حدیث رسول حجت اور معیار حق ہیں بشرطیکہ وہ حدیث مقبول ہو یعنی متواتر یا صحیح یا حسن ہو۔ ❸

فائدہ: حافظ زبیر علی صاحب لکھتے ہیں:

محدثین کرام اپنی بیان کردہ روایات کی صحت وضعف سے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ باخبر تھے۔

امام ترمذی اس حدیث کے ناقل نے بھی اس حدیث کو حسن کہ دیا لہٰذا اب (غیر مقلدین کے اصول کے مطابق) غیر ناقلین کی جرح کا اعتبار نہیں ہونا چاہیے۔ ❹

---

❶ شرح معانی الآثار لابی جعفر الطحاوی (متوفی ۳۲۱) ج ۱ ص: ۲۲۴ ناشر عالم الکتب ❷ سنن الترمذی للامام الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۴۳ ناشر دار الغرب الاسلامی ❸ نور العینین لزبیر علی ص: ۵۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور ❹ جزء رفع الیدین مترجم لزبیر علی ص: ۴۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

۲-مام ابوعلی طوسی (متوفی ۳۱۲) سے:

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلا أُصَلِّي بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلا مَرَّةً وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَسَنٌ ❶

عبارت کا خلاصۃ: ابوعلی طوسی نے کہا ہے کہ حدیث ابن مسعود حسن ہے۔

۳-ابن حزم غیر مقلد (متوفی ۴۵۶) سے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ

إِنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيحٌ ❷

یہ حدیث عبداللہ بن مسعود صحیح ہے۔

۴-ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲) سے:

وَعَدَمُ ثُبُوتِ الْخَبَرِ عِنْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ لَا يَمْنَعُ مِنْ النَّظَرِ فِيهِ، وَهُوَ يَدُورُ عَلَى عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ ❸

ابن مبارک کے ہاں اس حدیث کا عدم ثبوت اس حدیث پر عمل سے مانع نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور وہ ثقہ ہے۔

---

❶ مختصر الاحکام لابی علی الطوسی (متوفی ۳۱۲) ج۲ ص:۱۰۳ ناشر مکتبة الغرباء الاثرية ❷ المحلی بالآثار لعلی بن احمد بن سعید بن حزم (متوفی ۴۵۶) ج۳ ص:۴ ناشر دار الفکر بیروت ❸ الالمام باحادیث الاحکام لابن دقیق العید (متوفی ۷۰۲) بحواله نصب الراية للزيلعي (متوفی ۷۶۲) ج۱ ص:۳۹۵ ناشر مؤسسة الريان

۵-مغلطائی بن کلیج رحمہ اللہ(۷۶۲) سے:

فعلی ھذا یکون حدیثاً صحیحاً❶

پس یہ حدیث عبداللہ بن مسعود صحیح ہے۔

۶-احمد محمد شاکر غیر مقلد(متوفی ۱۳۷۷) سے:

و ھذ اا الحدیث صححه ابن حزم وغیره من الحفاظ وھو حدیث صحیح وما قالوه فی تعلیله لیس بعلة❷

اس حدیث کو ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور وہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

۷-عطاء اللہ حنیف غیر مقلد(متوفی ۱۴۰۹) سے:

قد تکلم ناس فی ثبوت ھٰذا الحدیث والقوی انه ثابت من روایة عبد الله بن مسعود❸

لوگوں نے اس حدیث کے ثبوت میں کلام کیا ہے ہے لیکن مظبوط بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود سے ثابت ہے۔

۸-ناصر الدین البانی غیر مقلد(متوفی ۱۴۲۰) سے:

(قلت:إسناده صحیح علی شرط مسلم،وقال الترمذی:حدیث

---

❶شرح سنن ابن ماجه لمغلطائی بن کلیج (متوفی ۷۶۲)ج ۱ ص:۱۴۶۸ ناشر مکتبة نزار مصطفی ❷سنن الترمذی بتحقیق احمد محمد شاکر ج۲ ص: ۴۱ ناشر مکتبة و مطبعة مصطفی البابی ❸التعلیقات السلفیة علی سنن النسائی لعطاء الله حنیف (متوفی ۱۴۰۹)ج۲ ص:۱۰۷ ناشر المکتبة السلفیة باکستان

حسن ،وقال ابن حزم:إنه "صحيح "،وقوّاه ابن دقيق العيد والزيلعي والتركماني) ......فالحق أنه حديث صحيح.❶

میں کہتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کی سند صحیح مسلم کے شرط پر ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور ابن حزم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور ابن دقیق العید اور زیلعی وترکمانی نے بھی اس حدیث کو مظبوط قرار دیا ہے۔

۹-شعیب الارناؤط غیر مقلد سے:

۱۰-محمد زهیر الشاویش غیر مقلد سے:

یہ دونوں حضرات شرح السنہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

حسنه الترمذی و صححه غیر واحد من الحفاظ وما قالوه فی تعلیله لیس بعلة❷

اس حدیث کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہے اور حفاظ میں سے بہت سارے حفاظ حدیث نے اس کو صحیح قرار دیا ہے وروہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

۱۱-عبدالقادر الارناؤط غیر مقلد سے:

رواه أبو داودفی الصلاة، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع والترمذی فی الصلاة، باب ما جاء أن النبی صلی الله علیه وسلم لم یرفع إلا فی أول مرة، والنسائی فی الافتتاح، باب الرخصة فی ترک الرفع عند الرفع من

❶صحیح ابی داؤد لناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰) ج۳ ص:۳۳۸ ناشر مؤسسة غراس الکویت ❷شرح السنة بتحقیق شعیب الارناؤط و محمد زهیر الشاویش ج۳ ص:۲۴ ناشر المکتب الاسلامی بیروت

الركوع، وإسناده صحيح❶

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کی سند صحیح ہے۔

١٢-سید عبداللہ ہاشم الیمانی المدنی غیر مقلد سے:

وقد رأيت لاحمد شاكر رحمه الله فى تعليقه على الترمذى كلاما نفيسا انقله هنا لفائدته قال وهذا الحديث يعنى حديث ابن مسعود صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث صحيح وماقالوه فى تعليله ليس بعلة ❷

میں نے احمد شاکر کی ترمذی کی تعلیقات میں عمدہ کلام دیکھا ہے اس کو یہاں فائدے کے لیے نقل کرتا ہوں وہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن مسعود کو ابن حزم واور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور وہ جو لوگوں نے اس میں علت بیان کی ہے وہ درحقیقت علت نہیں ہے۔

١٣-شیخ ابومحمد امین اللہ پشاوری غیر مقلد (معاصر) سے:

شیخ امین اللہ پشاوری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسی ترک رفع الیدین والی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

واخرج النسائى ج ١ ص:١٥٨ هذا الحديث بسند صحيح❸

اس روایت کو امام نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں:

---

❶حاشية جامع الاصول لعبد القادر الارناؤط ج٥ ص: ٣٠١ ناشر دار الكتب العلمية

❷حاشية الدراية للسيد عبد الله هاشم اليمانى ج ١ ص: ١٥٠ ناشر دار المعرفة بيروت ❸فتاوى الدين الخالص لامين الله البشاورى ٠معاصر) ج٤ ص: ٧٦ ناشر معارج كتب خانه بشاور

والظاهر ان الحديث صحيح ويدل على جواز عدم الرفع احيانا كما هو الشان فى السنة❶

ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کبھی کبھار رفع الیدین نہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے کہ سنت کا شان ہے۔

۱۴- دکتور طاہر محمد دردیری غیر مقلد سے:

دکتور طاہر محمد لکھتے ہیں:

حديث المدونة حديث حسن لان فى سنده عاصم بن كليب وهو صدوق و بقية رجاله ثقات وقد حسنه الترمذى❷

مدونۃ الکبریٰ کی حدیث حسن ہے اس لیے کہ اس کی سند میں عاصم بن کلیب ہے اور وہ صدوق ہے اور بقیہ تمام راوی ثقہ ہیں اور امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۵- مسعود احمد صاحب امیر جماعت المسلمین سے:

مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند بے شک حسن بلکہ صحیح ہے سند میں کوئی خاص خدشہ نہیں ہے نہ سند پر کسی نے کوئی خاص جرح ہی کی ہے اس حدیث پر جو کچھ جرح ہوئی ہے بلحاظ متن ہوئی ہے۔❸

سفیان ثوری طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

---

❶**فتاوى الدين الخالص لامين الله البشاورى ٠ معاصر) ج ۴ ص: ۷۷ ناشر معارج كتب خانه بشاور** ❷**تخريج الاحاديث النبوية الواردة فى مدونة الامام مالك بن انس ج ۱ ص: ۴۰۰ ناشر مركز البحث العلمى واحياء التراث الاسلامى**

❸رفع الیدین فرض ہے ص: ۳۳ ناشر مطبوعات اسلامیہ حسین آباد کراچی

اس روایت کا دارومدار امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جیسا کہ اس کی تخریج سے ظاہر ہے سفیان ثوری ثقہ حافظ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے دیکھیے : تقریب التہذیب [ص: ۲۴۴۵] ❶

(کہنا یہ چاہتا ہے کہ سفیان ثوری مدلس ہے اور یہ اس روایت کو (عن کے صیغے کے ساتھ)نقل کرر ہا ہے اور جمہور محدثین کے ہاں قاعدہ مسلمہ ہے کہ مدلس کی معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔لہٰذا یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے؟)

جواب: سفیان ثوری کا مدلس ہونا بھی تسلیم ہے اور یہ جمہور محدثین کا قاعدہ بھی تسلیم ہے لیکن عرض یہ ہے کہ یہ قاعدہ عام نہیں ہے یہی تو وجہ ہے کہ وہ مدلسین جن کی وہ روایات جو بخاری ومسلم میں ہیں بقول آپ کے وہ روایات بھی صحیح ہیں اگر اس قاعدے کو عام رکھا جائے تو بخاری ومسلم کی یہ روایات ضعیف ہوجائیں گی تو جس طرح یہ قاعدہ ان مدلسین پر منطبق نہیں کیا جاتا ہے تو یہ قاعدہ طبقہ اولی وثانیہ کے مدلسین پر منطبق نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ محدثین کے ہاں مدلسین کے چند طبقات ہیں یہ اصول طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کے متعلق نہیں ہے بلکہ طبقہ ثالثہ، رابعہ اور خامسہ والوں کے متعلق ہے جبکہ سفیان ثوری جمہور محدثین کے ہاں طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس کو محدثین نے قبول کیا ہے اور اس کی روایت کو صحیح سمجھا ہے۔البتہ محدثین کی عبارات حاضر ہیں۔

۱- حافظ علائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۱) سے:

حافظ علائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بل هم على طبقات ...... وثانيها من احتمل الأئمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وإن لم يصرح بالسماع وذلك إما لإمامته أو لقلة تدليسه في جنب ما روى أو لأنه لا يدلس إلا عن ثقة وذلك كالزهري وسليمان الأعمش

❶ نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحميد الطويل والحكم بن عتبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري ❶

مدلسین کے چند طبقات ہیں ....ان میں سے دوسرے طبقے کے وہ مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اوران کی معنعن روایات کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اگر چہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے یا ان کی کم تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی مثال جیسے امام زھری سلیمان الاعمش ....اور سفیان ثوری

۲- حافظ ابوزرعۃ رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶) سے:

حافظ ابوزرعۃ عراقی رحمہ اللہ بھی حافظ علائی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الحافظ صلاح الدين العلائي: ....وثانيها: من احتمل الأئمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وإن لم يصرح بالسماع، وذلك إما لإمامته أو لقلة تدليسه في جنب ما روى، أو لأنه لا يدلس إلا عن ثقة، وذلك كالزهري وسليمان الأعمش وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحميد الطويل والحكم بن عتيبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري❷

حافظ علائی نے کہا ہے مدلسین کے چند طبقات ہیں ....ان میں سے دوسرے طبقے کے وہ مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اوران کی معنعن روایات کو

---

❶ جامع التحصيل في احكام المراسيل لحافظخليل بن كيكلدي الدمشقي العلائي (المتوفى ۷۶۱)ص ۱۱۳ ناشر ناشر عالم الكتب بيروت

❷ المدلسين لابي زرعة العراقي (المتوفى ۸۲۶)ناشر دار الوفاء بيروت

اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اگر چہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے یا ان کی کم تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی مثال جیسے امام زھری سلیمان الاعمش ....اور سفیان ثوری

۳- سبط ابن عجمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱) سے:

علامہ سبط ابن عجمی بھی حافظ علائی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم اعلم أيها الواقف على هؤلاء انهم ليسوا على حد واحد بحيث يتوقف في كل ما قال فيه كل واحد منهم عن أو قال أو ان أو بغير أداة ولم يصرح بالسماع بل هم طبقات..........قال الحافظ العلائي:

ثانيها -من احتمل الائمة تدليسه وخرجوا له في الصحيح وان لم يصرح بالسماع وذلک اما لامامته أو لقلة تدليسه في جنب ما روى أو لانه لا يدلس الا عن ثقة وذلک كالزهري وسليمان الاعمش وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحميد الطويل والحكم بن عتيبة ويحيى بن أبي كثير وابن جريج والثوري ❶

ان مدلسین پر واقف ہونے والے جان لو کہ تمام مدلسین ایک جیسے نہیں ہیں کہ اگر یہ لوگ عن یا قال یا ان یا بغیر کسی حرف کے کوئی روایت نقل کریں اور اس میں سماع کی تصریح نہ کریں تو وہ روایت واجب التوقف ہو (یعنی غیر مقبول ہو) بلکہ ان کے طبقات ہیں جیسے کہ حافظ علائی نے کہا ہے مدلسین کے چند طبقات ہیں.........ان میں سے دوسرے طبقے کے وہ مدلسین ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور ان کی معنعن روایات کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اگر چہ یہ لوگ سماع کی تصریح نہ بھی کریں وہ ان کی امامت کی وجہ سے یا ان کی

❶ **التبيين في اسماء المدلسين لسبط ابن العجمي (المتوفى ۸۴۱)ص:۶۵ ناشر دار الكتب العلمية بيروت**

کم تدلیس کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے اس کی مثال جیسے امام زہری سلیمان الاعمش ....اور سفیان ثوری

۴- علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) سے:

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الثانية من احتمل الائمة تدليسه وأخرجوا له في الصحيح لامامته وقلة تدليسه في جنب ما روى كالثوري ❶

مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۵- محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی (متوفی ۱۱۸۲) سے:

امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وقد قال الحافظ ابن حجر المدلسون الذين خرج حديثهم في الصحيحين ليسوا في مرتبة واحدة في ذلك بل هم على مراتب: الأولى: من لم يوصف بذلك إلا نادرا وغالب رواياتهم مصرحة بالسماع ...... الثانية: من أكثر الأئمة من أخراج حديثه إما لأمانته أو لكونه قليل التدليس في جنب ما روى من الحديث الكثير أو أنه كان لا يدلس إلا عن ثقة. فمن هذا الضرب..........قال و سفيان الثوري ❷

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

---

❶ طبقات المدلسين لابن حجر عسقلاني (المتوفى ۸۵۲) ص:۱۳ ناشر مكتبة المنار -عمان ❷ توضيح الافكار لامير اليماني (متوفى ۱۱۸۲) ج۱ ص:۳۲۸ ناشر دار الكتب العلمية

۶-عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد (متوفی ۱۳۳۵) سے:

عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد بھی علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْخُلَاصَةِ قُلْتُ قَالَ الْحَافِظُ فِي طَبَقَاتِ الْمُدَلِّسِينَ وَهُمْ أَيُ الْمُدَلِّسُونَ عَلَى مَرَاتِب ....الثَّانِيَةُ مَنُ اِحْتَمَلَ الْأَئِمَّةُ تَدْلِيسَهُ وَأَخْرَجُوا لَهُ فِي الصَّحِيحِ لِإِمَامَتِهِ وَقِلَّةِ تَدْلِيسِهِ فِي جَنْبِ مَا رَوَى كَالثَّوْرِيِّ أَوُ كَانَ لَا يُدَلِّسُ إِلَّا عَنْ ثِقَةٍ كَابُنِ عُيَيْنَةَ ❶

خلاصہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ حافظ طبقات المدلسین میں فرماتے ہیں کہ مدلسین کے چند طبقات ہیں ان میں سے مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۷-محمد صاحب گوندلوی غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۵) سے:

غیر مقلدین کے رئیس المحدثین قدوۃ الصالحین استاذ الاساتذہ اور زبیر علی زئی کے استاذوں کے استاذ حافظ محمد صاحب گوندلوی جس کے متعلق شیخ البانی نے کہا: [**مارأيت تحت اديم السماء اعلم من الحافظ المحدث الجوندلوى**] (مقدمہ مقالات محدث گوندلوی ص:۳۱) وہ اپنی تائید میں آنے والی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

سوال: اس کی سند میں سفیان ہے جو مدلس ہے؟

جواب: سفیان دوسرے طبقے کا مدلس ہے طبقات المدلسین ص:۹۔ دوسرے طبقے

❶ **تحفة الاحوذی لعبد الرحمان مبارکفوری (المتوفی ۱۳۳۵) ج ۱ ص: ۳۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت**

کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے ائمہ حدیث نے ان کی تدلیس برداشت کی ہے اوران کی حدیث صحیح سمجھی ہے کیونکہ یہ لوگ امام تھے اور تدلیس کم کرتے تھے جیسے امام ثوری ہیں۔ ❶

۸-محبّ اللہ شاہ راشدی غیر مقلد (متوفی ۱۴۱۵) سے:

غیر مقلدین کے محدث العصر محبّ اللہ شاہ راشدی زبیر علی زئی کے استاذ جس کے متعلق زبیر علی زئی یہ القاب لکھتے ہیں:[**کان فرید عصره وقیع دهره ونسیج وحده وامام وقته**] (دیکھیے: تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات ج۲ص:۴۹۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ) یہ لکھتے ہیں:

محترم دوست (زبیر علی زئی) ابتداء میں (میرے متعلق) تحریر فرماتے ہیں: اور پھر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب طبقات المدلسین سے ثابت کیا کہ امام سفیان ثوری اور امام سلیمان بن مہران الاعمش مرتبہ ثانیہ کے مدلسین ہیں جن کا عنعنہ بھی قابل قبول ہے۔حالانکہ یہ بات نہیں۔امام سفیان ثوری کے متعلق تو بلا شبہ میں نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ طبقات المدلسین مؤلف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ میں یہ مرتبہ ثانیہ میں مذکور ہے۔لہٰذا اس کا عنعنہ مقبول ہے۔ ❷

فائدہ: ماجری یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جوتے پہننے سے منع فرمایا اس روایت کی سند میں سفیان ثوری واقع ہیں اور وہ اپنے استاذ عبداللہ بن دینار سے اس روایت کو عن کے ساتھ نقل کرتے ہیں تو باوجود اس کے اس روایت کو شارجہ کے ایک عالم شیخ عبدالرؤف نے صحیح قرار دیا تو کراچی کے ایک غیر مقلد عالم ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی نے اس حدیث کو ضعیف لکھا تو غیر مقلدین کے اس محدث العصر محبّ اللہ راشدی نے دامانوی کا

❶ خیر الکلام لمحمد گوندلوی ص:۲۱۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ

❷ مقالات راشدیہ لمحب اللہ شاہ راشدی ج ۱ ص:۳۰۵ ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور

ردلکھا اوراس حدیث کو صحیح ثابت کیا پھر زبیر علی زئی نے اپنے استاذ محبّ اللہ شاہ کا ردلکھا کہ یہ روایت سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے تو محبّ اللہ شاہ نے اپنے شاگرد زبیر علی زئی کے رد میں یہ مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔

۹-بدیع الدین شاہ غیر مقلد (متوفی ۱۴۱۶) سے:

غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم بقول ثناء اللہ امرتسری امام الجرح والتعدیل [دیکھیے: مقدمہ خطبات راشدیہ از عبداللہ ناصر رحمانی] شاہ بدیع الدین شاہ راشدی اپنی تائید میں آنے والی ایک روایت کے متعلق کہتے ہیں:

اگر کوئی کہے کہ اس کی سند میں سفیان ثوری واقع ہیں اور وہ مدلس ہیں تو اس کا جواب دو طرح سے ہے:

اولا: یہ کہ سفیان ثوری طبقہ اولیٰ کے مدلسین میں سے ہیں اور بقاعدہ محدثین ان کی تدلیس مقبول ہوگی چاہے سماع کی تصریح نہ بھی کریں ملاحظہ ہو طبقات المدلسین لابن حجر ❶

اور یہی موصوف اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

سوال: سفیان ثوری مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے؟

جواب: اولاً: اس کی عنعن بوجہ مرتبہ ثانیہ ہونے کے معتبر ہے قال ابن حجر فی طبقات المدلسین ص: ۲۔ ❷

۱۰-شیخ حماد الانصاری (متوفی ۱۴۱۸) سے:

بلاد عرب کے شیخ حماد الانصاری لکھتے ہیں:

ثانیا: من احتمل الأئمة تدلیسه وخرّجوا له فی الصحیح وإن لم

❶ خطبات راشدیہ لبدیع الدین شاہ راشدی ص: ۶۲ ناشر جمعیۃ اہل حدیث سندھ ❷ نشاط العبد بجهر ربنا ولک الحمد لبدیع الدین شاہ راشدی ص: ۱۸ ناشر مکتبه دعوة السلفیة

يصرح بالسماع ,وذلک لواحد من أسباب ثلاثة:إما لإمامته وإما لقلة تدليسه في جنب ما روى وإما لأنه لا يدلس إلاّ عن ثقة، كالزهرى وسليمان الأعمش وإبراهيم النخعي وإسماعيل بن أبي خالد وسليمان التيمي وحميد الطويل والحكم بن عتيبة ويحى بن أبي كثير وابن جريج والثورى❶

مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ بھی کریں یہ ان کی امامت یا قلت تدلیس یا اس وجہ سے کہ وہ ثقہ کے علاوہ سے تدلیس نہیں کرتے جیسے زھری......اور ثوری

۱۱-ناصرالدین البانی غیر مقلد(متوفی ۱۴۲۰) سے:

شیخ ناصرالدین البانی بھی علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زكريا بن أبي زائدة قلت وهو ثقة، ولكنه كان يدلس،وقد عنعنه عندهم جميعا !لكنه يبدو أنه قليل التدليس،ولذلک أورده الحافظ في المرتبة الثانية من رسالته طبقات المدلسين وهي المرتبة التي يورد فيها من احتمل الأئمة تدليسه، أخرجوا له في "الصحيح "لإمامته وقلة تدليسه في جنب ما روى كالثورى❷

میں کہتا ہوں کہ زکریا بن ابی زائدہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے اور اس نے یہ روایت معنعن نقل کی ہے لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ کم تدلیس کرتا ہے اس لیے حافظ نے اس کو طبقہ

❶التدليس والمدلسون للشيخ حماد بن محمد الانصارى (المتوفى ۱۴۱۸)ج۲ ص:۹۴ ناشر مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ❷ سلسلة الاحاديث الصحيحة لناصر الدين البانى (متوفى ۱۴۲۰)ج۴ ص: ۲۰۹ ناشر مكتبة المعارف–الرياض

ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور وہ وہ طبقہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہیا اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے ثوری۔

۱۲- شیخ عثیمین (متوفی ۱۴۲۱) سے:

بلاد عرب کے شیخ محمد بن صالح عثیمین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد رتبهم الحافظ إلى خمس مراتب: ....الثانية -من احتمل الأئمة تدليسه، وأخرجوا له فى "الصحيح"؛ لإمامته، وقلة تدليسه فى جنب ما روى؛ كسفيان الثورى❶

حافظ (ابن حجر) نے مدلسین کو پانچ طبقات میں مرتب کیا ہے (فرماتے ہیں) مدلسین کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت یا کم تدلیس کی وجہ سے جیسے سفیان ثوری۔

۱۳- شیخ مسفر بن غرم اللہ سے:

بلاد عرب کے شیخ مسفر بن غرم اللہ الدمینی لکھتے ہیں:

(سفيان الثورى)وقد جعله الحافظ فى المرتبة الثانية لامامته وقلة تدليسه و تخريج حديثه فى الصحيحين❷

سفیان ثوری کو حافظ ابن حجر نے اس کی امامت اور قلت تدلیس اور اس کی حدیث صحیحین میں ہونے کی وجہ سے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

۱۴- یحی گوندلوی (متوفی ۲۰۰۹ء) غیر مقلد سے:

یحی گوندلوی لکھتے ہیں:

---

❶مصطلح الحديث لمحمد بن صالح العثمين (المتوفى ١٤٢١)ص:١٥ ناشر مكتبة العلم القاهره❷تدليس فى الحديث للشيخ مسفر بن غرم الله ص:٢٦٦

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

سفیان الثوری الامام المشهور الفقیه العابد الحافظ الکبیر وصفه النسائی وغیره بالتدلیس وقال البخاری ما اقل تدلیسه. ❶

امام سفیان ثوری مشہور امام فقیہ عابد اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا اور امام بخاری نے فرمایا ان کی تدلیس بہت کم ہے۔ حافظ ابن حجر نے مدلسین کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے، دیکھیے:

اور دوسرے طبقے کی خود ہی وضاحت فرما دی:

الثانیة من احتمل الأئمة تدلیسه، وأخرجوا له فی "الصحیح"؛ لإمامته، وقلة تدلیسه فی جنب ما روی؛ کسفیان الثوری او کان لا یدلس الا عن ثقة کابن عیینة. ❷

دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے ان کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقے میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عیینہ حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا ہے کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔

۱۵- شیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری غیر مقلد (معاصر) سے:

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث امین اللہ پشاوری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدین والی روایت پر ناقدین کی طرف سے یہ اعتراض (کہ سفیان ثوری مدلس

---

❶ طبقات المدلسین ص: ۳۲ ❷ خیر البراہین فی الجہر بالتأمین لیحیی گوندلوی ص ۲۵:۲۶

ہےاور یہاں وہ اس روایت کوعن کے ساتھ بیان کرر ہے ہیں)نقل کر کے ناقدین کا یوں رد کرتے ہیں:

اجیب عنه بان سفیان ممن یقبل تدلیسه کما ذکر ذالک ابن حجر والمبارکفوری ....والمدلسون علی خمس مراتب :المرتبة الاولی ....المرتبة الثانیة من احتمل الائمة تدلیسه واخرجوا له فی الصحیح لامامته وقلة تدلیسه فی جنب ماروی کالثوری❶

اس اعتراض کا جواب یہ دیا جائے گا کہ سفیان ان مدلسین میں سے ہے جس کی تدلیس کوقبول کیا جاتا ہے جیسے کہ ابن حجر اور مبارکپوری نے ذکر کیا ہے ....(ابن حجر) نے کہا ہے کہ مدلسین کے پانچ طبقات ہیں ان میں دوسرا طبقہ ان مدلسین کا ہے جن کی تدلیس کوائمہ نے برداشت کیا ہےاوراس کی روایت کواپنی صحیح میں لایا ہےان کی امامت اور کم تدلیس کی وجہ سےاس کی مثال ہے سفیان ثوری۔

۱٦- شیخ ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد سے:

شیخ ابوفوزان کفایت اللہ سنابلی لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲) نے کہا:

الثانیة من احتمل الأئمة تدلیسه، وأخرجوا له فی "الصحیح"؛ لإمامته، وقلة تدلیسه فی جنب ما روی؛ کسفیان الثوری❷

دوسرا طبقہ مدلسین کا جن کی تدلیس کو محدثین نے برداشت کیا ہےاوران کی احادیث کواپنی صحیح میں روایت کیا ہےان کی امامت اوران کی مرویات میں قلت تدلیس کی وجہ سے، جیسے امام ثوری ہیں۔

❶**فتاوی الدین الخالص لامین الله البشاوری ٠معاصر)ج۴ ص:۷۷ ناشر معارج کتب خانه بشاور** ❷ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکفایت اللہ سنابلی ص:۳۳۷ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور

ایک فائدہ عظیمہ:

اس کتاب پر علمائے اہل حدیث پاک وہند میں سے ۱۵ علماء کی تقریظات موجود ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تائید وتوثیق کی ہے ان پندرہ اہل علم کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

تقریظات علمائے پاکستان

۱-فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری

۲-فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف

۳-فضیلۃ الشیخ مولانا مبشر ربانی

۴-فضیلۃ الشیخ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

۵-فضیلۃ الشیخ مولانا داؤد ارشد

۶-فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رفیق طاہر

تقریظات علمائے ہند

۷-فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمعید مدنی

۸-فضیلۃ الشیخ مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی

۹-فضیلۃ الشیخ مولانا رضاءاللہ عبدالکریم مدنی

۱۰-فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالسلام سلفی

۱۱-فضیلۃ الشیخ مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی

۱۲-فضیلۃ الشیخ مولانا شعبان بیدار صفوائی

۱۳-فضیلۃ الشیخ مولانا سرفراز فیضی

۱۴-فضیلۃ الشیخ نصیر احمد رحمانی

۱۵-فضیلۃ الشیخ ابوزید ضمیر۔ دیکھیے: (۱)

(۱) فہرست نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکفایت اللہ سنابلی ص: ۷-۸ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور

گویا کہ مذکورہ بالا پندرہ علماء اور مصنف سمیت (۱۶ سولہ) اہل علم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ سفیان ثوری طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے اور اس کی تدلیس مقبول ہے۔

سفیان کی معنعن روایت بقول محدثین مقبول ہے۔

۱-علامہ ابن حزم غیر مقلد (متوفی ۴۵۶) سے:

علامہ ابن حزم غیر مقلد لکھتے ہیں:

وأما المدلس فينقسم إلى قسمين أحدهما حافظ عدل ربما أرسل حديثه وربما أسنده وربما حدث به على سبيل المذاكرة أو الفتيا أو المناظرة فلم يذكر له سندا وربما اقتصر على ذكر بعض رواته دون بعض فهذا لا يضر ذلک سائر رواياته شيئا لأن هذا ليس جرحة ولا غفلة...... وسواء قال أخبرنا فلان أو قال عن فلان أو قال فلان عن فلان كل ذلک واجب قبوله ما لم يتيقن أنه أورد حديثا بعينه إيرادا غير مسند...... وهذا النوع منهم كان جلة أصحاب الحديث وأئمة المسلمين كالحسن البصري وأبي إسحاق السبيعي وقتادة بن دعامة وعمرو بن دينار وسليمان الأعمش وأبي الزبير وسفيان الثوري وسفيان بن عيينة[1]

مدلس راوی کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم ان مدلسین کی ہے جو حافظ اور عادل ہوتا ہے کبھی روایت کو مرسلا نقل کرتا ہے کبھی مسندا اور کبھی بطور مذاکرہ کے اس کو بیان کرتا ہے کبھی بطور فتویٰ کے اور کبھی بطور مناظرے کے اور کبھی روایت کے بعض راویوں کو ذکر کرتا ہے سوائے بعض کے یہ چیز اس مدلس کے تمام روایات کو کوئی نقصان نہیں دے گی کیونکہ یہ

[1] الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم(المتوفی ۴۵۶)ج ۱ ص: ۱۴۱ ناشر دار الآفاق الجدیدہ بیروت

جرح ہی نہیں ہے برابر ہے کہ وہ اخبرنا کہے یاعن فلان کہے ہر حال میں اس کی حدیث کو قبول کرنا واجب ہے جبتک یہ یقین نہ ہوجائے کہ اس نے فلاں روایت بغیر سند کے نقل کی ہے...... اور اس قسم کے بڑے بڑے محدثین اور ائمہ گذرے ہیں جیسے حسن بصری...... سفیان ثوری۔

۲-علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲) سے:

حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ شَيْخُنَا مِنْ إِطْلَاقِ تَخْرِيجِ أَصْحَابِ الصَّحِيحِ لِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ، حَيْثُ جَعَلَ مِنْهُمْ قِسْمًا احْتَمَلَ الْأَئِمَّةُ تَدْلِيسَهُ، وَخَرَّجُوا لَهُ فِي الصَّحِيحِ لِإِمَامَتِهِ، وَقِلَّةِ تَدْلِيسِهِ فِي جَنْبِ مَا رَوَى كَالثَّوْرِيِّ ❶

ہمارے شیخ نے مدلسین کی ایک ایسی قسم بتائی ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح میں نکالا ہے اس کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے جیسے سفیان ثوری۔

۳-شیخ طاہر الجزائری (متوفی ۱۳۳۸) سے:

شیخ طاہر الجزائری بھی ابن حزم کے گذشتہ قول پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقد تعرض ابن حزم لذكر التَّدْلِيس فِي كتاب الإحكام فَقَالَ فِي فصل من يلْزم قبُول نَقله الْأَخْبَار وَأما المدلس فينقسم قسمَيْنِ

أَحدهمَا حَافظ عدل رُبمَا أرسل حَدِيثه وَرُبمَا أسْندهُ وَرُبمَا حدث بِهِ على سَبِيل المذاكرة أَو الْفتيا أَو المناظرة فَلم يذكر لَهُ سندا وَرُبمَا اقْتصر على ذكر بعض رُوَاته دون بعض فَهَذَا لَا يضر سَائِر رواياته شَيْئا لِأَن هَذَا

---

❶فتح المغیث للسخاوی (متوفی ۹۰۲) ج۱ ص:۲۳۳ ناشر مکتب السنة —مصر

لَيُسَ جرحة وَلا غَفلَة ....وَسَوَاء قَالَ أخبرنَا فلَان أَو قَالَ عَن فلَان أَو قَالَ فلَان عَن فلَان كل ذَلِك وَاجِب قبُوله مَا لم يتَيَقَّن أَنه أورد حَدِيثا بِعَيُنِه إيرادا غير مُسُنـد ....وَهَذَا النَّوُع مِنهُ كَانَ جلة أَصُحَاب الحَدِيث وأئمة الُمُسلمين كالحسن الُبَصُرِيّ وَأبي إِسُحَاق السبيعِي وَقَتَادَة بن دعامة وَعَمُرو بن دِينَار وَسليمَان الأَعُمَش وَأبي الزبير وسُفُيَان الثَّوُرِيّ ❶

ابن حزم نے اپنی کتاب الاحکام میں کہا ہے مدلس راوی کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم ان مدلسین کی ہے جو حافظ اور عادل ہوتا ہے کبھی روایت کو مرسلا نقل کرتا ہے کبھی مسندا اور کبھی بطور مذاکرہ کے اس کو بیان کرتا ہے کبھی بطور فتویٰ کے اور کبھی بطور مناظرے کے اور کبھی روایت کے بعض راویوں کو ذکر کرتا ہے سوائے بعض کے یہ چیز اس مدلس کے تمام روایات کو کوئی نقصان نہیں دے گی کیونکہ یہ جرح ہی نہیں ہے برابر ہے کہ وہ اخبرنا کہے یا عن فلان کہے ہر حال میں اس کی حدیث کو قبول کرنا واجب ہے جبتک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے فلاں روایت بغیر سند کے نقل کی ہے ....اور اس قسم کے بڑے بڑے محدثین اور ائمہ گذرے ہیں جیسے حسن بصری.......سفیان ثوری۔

❶ توجيه النظر الىٰ اصول اهل الاثر لطاهر بن صالح الجزائرى(المتوفى ۱۳۳۸) ج۲ ص: ۵۷۲ ناشر مكتبة المطبوعات الاسلامية –حلب

سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہیں

۲-ابوزرعہ رازی (متوفی ۲۶۴) سے:

۲-ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی (متوفی ۲۷۷) سے:

أَبِی وَأَبَا زُرْعَةَ عَنْ حدیثٍ رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَبِیب ،عن عبد الله بن عیسی، عن حَفْصٍ وعُبَیدِالله ابنَیْ أخی سالم ابن أبی الجَعْد،عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ثَوْبان، عن النبیِّ (ص)قَالَ:الصَّدَقَةُ تَدْفَعُ)مِیتَةَ السُّوءِ قَالا : هَذَا خطأٌ؛ رَوَاهُ سُفْیان الثَّوْری ، عن عبد الله بن عیسی، عن عبد الله بْنِ أَبِی الجَعْد، عَنْ ثَوْبان؛ وَهُوَ الصَّحیحُ ❶

عبارت کا خلاصۃ : یہ دونوں حضرات ابو حاتم و ابو زرعۃ سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کوصحیح کہہ رہے ہیں۔

۳-امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵) سے:

وَرَوَى بَعْضَ هَذَا الْحَدِیثِ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِی هِنْدٍ وَجَابِرٌ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ جَابِرٍ: أن النبی صلی الله علیه وسلم، قال لِلْأَنْصَارِ، وَهُوَ الصَّحِیحُ ❷

عبارت کا خلاصۃ: امام دارقطنی ،سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کوصحیح قرار دے رہے ہیں۔

❶علل الحدیث لابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷)ج۲ ص: ۵۹۲ناشر مطابع الحمیضی ❷العلل الوارده فی الاحادیث النبویة لدار قطنی (المتوفی ۳۸۵)ج٦ ص: ۱۹۱ ناشر دار طیبة

۴-امام حاکم (متوفی ۴۰۵) سے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، بِالْكُوفَةِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَبْسِيُّ، ثنا أَبِي، ثنا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ يَعْنِي وَحَجَّ بَعْدَمَا هَاجَرَ -حَجَّةً قَرَنَ مَعَهَا عُمْرَةً هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ ❶

عبارت کا خلاصہ: امام حاکم، سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۵-امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦) سے:

وروى ابن أبي حاتم بإسناده الصحيح عن سفيان الثورى، عن عمرو بن سعيد، عن أمه، قالت: قدم علينا ابن عمر مكة، فسألوه❷

عبارت کا خلاصہ: امام نووی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

٦-حضرت علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸) سے:

وَقَدْ رَوَى البيهقى بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ فِي بَابِ كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ عِيدِهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ؛ وَالتَّشَبُّهِ بِهِمْ يَوْمَ نيروزهم وَمَهْرَجَانِهِمْ -عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قَالَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ وَلَا تَدْخُلُوا

---

❶مستدرک حاکم لابی عبد الله الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج ۱ ص: ۶۴۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت ❷تهذيب الاسماء واللغات للنووی (المتوفی ٦٧٦) ج ۱ ص: ۱۳۳ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

عَلَى الْمُشْرِكِينَ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ فَإِنَّ السُّخْطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِم ❶

عبارت کا خلاصہ: ابن تیمیہ سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۷- حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے:

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَنْبَأَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْكَسْبِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كَسْبٌ مَبْرُورٌ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ❷

(التعليق -من تلخيص الذهبی) صحيح

عبارت خلاصۃ: حضرت علامہ ذھبی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۸- حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

قال عبد الرزاق عن الثوری عن زیاد بن علاقة عن بشر بن قيس، قال: كنا عند عمر فی رمضان فأفطرنا ثم ظهر أنّ الشمس لم تغرب فقال عمر: من أفطر فليقض يوما مكانه، إسناده صحيح. ❸

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

---

❶ مجموع الفتاوی لابن تیمیه (المتوفی ۷۲۸) ج۲۵ ص: ۳۲۵ ناشر مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية

❷ مستدرک حاکم لابی عبد الله الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج۲ ص: ۱۲ ناشر دار الکتب العلمية بيروت ❸ الاصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ۱ ص: ۴۷۰ ناشر دار الكتب العلمية

۹- علامہ محمد بن احمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳) سے:

وقال عبد الرزاق عن سفيان الثورى عن سلمة بن كهيل قال: حلف طاوس، ما طاف أحد من أصحاب النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لحجته وعمرته إلا طوافًا واحدًا. قال الحافظ ابن حجر: وهذا إسناد صحيح. ❶

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ ابن حجر کے حوالے سے سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

۱۰- ارشاد الحق اثری غیر مقلد سے:

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ ثَنَا قَبِيصَةَ بْنِ عُقْبَةَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ كَيْ يُدْرِكَ النَّاسُ. إِسْنَادُه حسن ❷

عبارت کا مفہوم: ارشاد الحق اثری سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کے متعلق لکھتے یہ حدیث حسن ہے۔

تنبیہ: اگر ہم اس طرح کے اقوال محدثین مزید نقل کرنا چاہیں تو بفضلہ تعالیٰ نقل کر سکتے ہیں لیکن اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان دس محدثین کے اقوال پر اکتفا کرتے ہیں۔

سفیان ثوری قلیل التدلیس ہے

سفیان ثوری قلیل التدلیس ہے اور قلیل التدلیس راوی کی معنعن روایت محدثین کے

---

❶ ارشاد الساری لاحمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳) ج۳ ص: ۱۸۳ ناشر المطبعة الكبرىٰ الاميرية ❷ مسند السراج بتحقيق ارشاد الحق اثرى ص: ۱۷ ناشرإدارة العلوم الأثرية فيصل آباد -باكستان

ہاں مقبول ہوتی ہے۔ جیسے کہ ہندستان کے ایک غیر مقلد عالم فضیلۃ الشیخ کفایت اللہ سنابلی اولاً سفیان ثوری کے قلیل التدلیس ہونے پر محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں اور بعد میں ان محدثین کے اقوال نقل کر کے جنہوں نے کہا کہ قلیل التدلیس کی معنعن روایت قبول ہوتی ہے۔اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ سفیان ثوری کی معنعن روایات مقبول ہیں: چنانچہ اس کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اب ہم ان دیگر ائمہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں جنہوں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی تدلیس کی کثرت کی نفی کی ہے یعنی انہیں قلیل التدلیس بتلایا ہے۔

۱- چنانچہ امام علائی رحمہ اللہ (متوفی ۷٦۱) نے کہا ہے:

سفیان بن سعید الثوری الامام المشهور تقدم انه یدلس ولکن لیس بالکثیر ❶

سفیان بن سعید الثوری مشہور امام ہیں یہ بات گذر چکی ہے کہ وہ تدلیس کرتے ہیں لیکن زیادہ نہیں،

۲- امام ولی الدین ابن عراقی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۲٦) نے کہا:

سفیان بن سعید الثوری الامام المشهور یدلس ولکن لیس بالکثیر ❷

سفیان بن سعید ثوری مشہور امام ہیں یہ تدلیس کرتے ہیں لیکن زیادہ نہیں۔

۳- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) نے کہا:

الثانیة من احتمل الأئمة تدلیسه، وأخرجوا له فی "الصحیح"؛ لإمامته، وقلة تدلیسه فی جنب ما روی؛ کسفیان الثوری ❸

حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲) نے کہا: دوسرا طبقہ مدلسین کا جن کی تدلیس کو محدثین

---

❶ (جامع التحصیل للعلائی ص: ۱۸٦) ❷ (تحفة التحصیل فی ذکر رواة المراسیل: ۱۳۰) ❸ طبقات المدلسین لابن حجر ص: ۱۳

نے برداشت کیا ہے اوران کی احادیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان کی امامت اوران کی مرویات میں قلت تدلیس کی وجہ سے، جیسے امام ثوری ہیں۔

دوسری جگہ کہا:

وکان ربما دلس (سفیان ثوری) کبھی کبھار تدلیس کرتے تھے۔ ❶

قلیل التدلیس مدلس کا عنعنہ بالاتفاق مقبول ہوتا ہے۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ائمہ ومحدثین نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کو قلیل التدلیس بتلایا ہے اوران سے کثرت تدلیس کی نفی کی ہے لہٰذا جب یہ قلیل التدلیس تو ان کا عنعنہ مقبول ہے۔........................

محدثین کے اقوال

اب ذیل میں محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱-امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۴) مدلس کے بارے میں فرماتے ہیں:

اذا كان الغالب عليه التدليس فلا حتى يقول حدثنا ❷

جب تدلیس اس پر غالب آجائے تب تو وہ حجت نہیں یہاں تک کہ وہ تحدیث (سماع کی صراحت کرے)

امام علی بن مدینی کا یہ قول اس سلسلے میں بہت ہی واضح اورصریح ہے کہ ہر مدلس کا عنعنہ رد نہیں ہوگا بلکہ صرف کثیر التدلیس مدلس ہی کا عنعنہ رد ہوگا اور قلیل التدلیس مدلس کا عنعنہ مقبول ہوگا۔

۲-امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶) فرماتے ہیں:

❶ تقريب التهذيب لابن حجر (رقم ۲۴۴۵)

❷ الكفاية للبغدادي (ج ۲ ص: ۳۸۷) اسناده صحيح

لا اعرف لسفيان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت ولا عن سلمة بن كهيل ولا عن منصور وذكر مشايخ كثيرة لا اعرف لسفيان هؤلاء تدليسا ما اقل تدليسه ❶

سفیان ثوری کی حبیب بن ابی ثابت، سلمہ بن کہیل اور منصور سے اور کئی مشائخ کا ذکر کیا اور کہا سفیان ثوری کی ان سے تدلیس میں نہیں جانتا ان کی تدلیس بہت کم ہے سفیان ثوری کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ بیان بھی اسی بات کی دلیل ہے کہ قلیل التدلیس کا عنعنہ مقبول ہوگا۔

٣- امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ٢٧٩) کا بھی یہی موقف ہے۔.................

٥- امام سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ٩٠٢) فرماتے ہیں:

والرابع ان كان وقوع التدليس منه نادرا قبلت عنعنته ونحوها والا فلا. ❷

مدلسین کی روایت سے متعلق چوتھی رائے یہ ہے کہ اگر مدلس سے تدلیس کبھی کبھار ہوئی ہو تو اس کا عنعنہ وغیرہ مقبول ہوگا ورنہ نہیں۔

٦- علامہ البانی رحمہ اللہ عصر حاضر کے عظیم محدث گذرے ہیں آپ فرماتے ہیں:

وجعلوا المدلسين طبقات منهم من يغتفر تدليسه لقلته وتقبل عنعنتهم. ❸

محدثین نے مدلسین کے طبقات بنائے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جن کے قلیل التدلیس ہونے کی وجہ سے ان کی تدلیس معاف ہے اور ان کا عنعنہ مقبول ہے۔

سنابلی کی یہ پوری تحریر ملاحظہ فرمائیں: ❹

---

❶ علل الترمذی (ص: ٣٨٨) ❷ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث ج ١ ص: ٢٣٠

❸ النصیحة (ص: ٢٧-٢٨)

❹ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکفایت اللہ سنابلی ص: ٣٣٦ تا ٣٤٤ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور

بالآخر لکھتے ہیں:

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ قلیل التدلیس ہیں لہٰذا ان کا عنعنہ مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ سفیان ثوری کی احادیث کو ائمہ نقد جب ضعیف کہتے ہیں تو سفیان ثوری کی عنعنہ کو علت نہیں بناتے بلکہ دیگر علل کی بنیاد پر اس کی تضعیف کرتے ہیں۔ ❶

اس حدیث کی سند پر وارد ہونے والے کچھ مغالطے

مغالطہ نمبر ۱-

محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ حدیث ابن مسعود کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور عاصم بن کلیب تفرد کی صورت میں قابل احتجاج نہیں میزان میں ہے [**قال ابن المدینی لا یحتج بما انفرد به**] چنانچہ ابن عبدالبر بھی تمہید میں لکھتے ہیں یہ حدیث بوجہ تفرد عاصم ضعیف ہے۔ ❷

جواب: عاصم بن کلیب جمہور محدثین کے ہاں ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

عن احمد لا بأس بحديثه وقال ابن معين والنسائى ثقة وقال أبو حاتم صالح وقال الآجرى قلت لأبى داود عاصم بن كليب بن من قال ابن شهاب كان من العباد وذكر من فضله قلت كان مرجئا قال لا أدرى وقال فى موضع آخر كان أفضل أهل الكوفة و......وذكره ابن حبان فى الثقات...... وقال ابن شاهين فى الثقات قال أحمد بن صالح المصرى يعد من وجوه الكوفيين الثقات وفى موضع آخر هو ثقة مأمون...... وقال ابن سعد كان ثقة يحتج به ❸

❶ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں لکفایت اللہ سنابلی ص: ۳۶۷ ناشر مکتبہ بیت السلام لاہور ❷ مسئلہ رفع الیدین پر محققانہ نظر محمد گوندلوی (متوفی ۱۴۰۵) ص: ۱۱۳ ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور ❸ **تهذيب التهذيب لابن حجر عسقلانى (متوفى ۸۵۲) ج۵ ص: ۵۵ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامية**

وَأما عَاصِم بن كُلَيب وَأَبوهُ فثقتان ❶

عَاصِم من رجال مُسلم، وَهُوَ ثِقَة ❷

عاصم بن كليب الكوفي،وهو ثقة ❸

عاصم بن كليب الجرمي:ثقة يحتج به ❹

وعاصم بن كليب ثقة ❺

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اس سند مین عاصم بن کلیب اوران کے والد کلیب دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ ❻

امام بخاری نے عاصم بن کلیب کی روایت کو صحیح البخاری میں تعلیقا نقل فرمایا ہے:

وَقَالَ عَاصِمٌ:عَنْ أَبِي بُرْدَةَ،قَالَ:قُلْتُ:لِعَلِيٍّ: مَا القَسِّيَّةُ؟ قَالَ:ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّأْمِ،أَوْ مِنْ مِصْرَ، مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَفِيهَا أَمْثَالُ الأُتْرُنْجِ ❼

زبیر علی زئی ایک راوی کے متعلق لکھتے ہیں:

امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل سے اپنی صحیح بخاری میں تعلیقاً روایت لی ہے لہٰذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث (ثقہ وصدوق) ہیں۔ ❽

---

❶ بيان الوهم والايهام لابن القطان (متوفى ٦٢٨) ج۵ ص:۳۹۳ ناشر دار طيبة رياض ❷ البدر المنير لابن الملقن (متوفى ۸۰۴) ج۵ ص: ۲۹۶ ناشر دار الهجرة الرياض ❸ سلسلة الاحاديث الصحيحة لناصر الدين البانى (متوفى ۱۴۲۰) ج۳ ص: ۲۵۹ ناشر مكتبة المعارف الرياض ❹ حاشية تفسير الطبرى لاحمد محمد شاكر (متوفى ۱۳۷۰) ج ۱ ص ۴۸۴ ص:ناشر مؤسسه الرسالة ❺ شرح علل الترمذى لزين الدين الدمشقى (متوفى ۷۹۵) ج ۲ ص: ۸۷۴ ناشر مكتبه المنار ❻ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص:۲۷-۲۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❼ صحيح البخارى لمحمد بن اسماعيل البخارى (متوفى ۲۵۶) ج۷ ص ۱۵۱ ناشر دار طوق النجاة ❽ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص:۲۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

(عاصم بن کلیب) یہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ ❶

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ،قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ،عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ:سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ:نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَأَنْ أَلْبَسَ خَاتَمِي فِي هَذِهِ وَفِي هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ❷

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ الْعَدْلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ رَآهُمْ يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ:هَذَا مِمَّا أَوْرَثَتْكُمْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ❸"

(التعليق -من تلخيص الذهبى)صحيح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ زَكَرِيَّاحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ بِهَذَا وَقَالَ:فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ:صَدَقَ أَخِي كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِهَذَا وَوَضْعَ الْكَفَّيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.هَذَا إِسْنَادٌ ثَابِتٌ صَحِيحٌ❹

---

❶ نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص:۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ سنن الترمذى لابى عيسى الترمذى (متوفى ۲۷۹)ج۳ ص: ۳۰۱ ناشر دار الغرب الاسلامى ❸مستدرك للحاكم (متوفى ۴۰۵)ج۲ ص:۲۹۷ ناشر دار الكتب العلمية ❹سنن الدار قطنى للامام الدار قطنى (متوفى ۳۸۵)ج۲ ص:۱۳۷ ناشر مؤسسة الرسالة

ان تمام عبارات کا خلاصہ

۱-امام احمد فرماتے ہیں اس میں کوئی خرابی نہیں۔
۲-یحی بن معین فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے۔
۳-نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔
۴-ابوحاتم نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے۔
۵-ابوداؤد نے اس کی فضیلت بیان کی۔
۶-ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا۔
۷-ابن شاہین نے اس کو ثقات میں ذکر کیا۔
۸-احمد بن صالح مصری نے کہا ثقہ اور محفوظ ہے۔
۹-ابن سعد نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔
۱۰-ابن القطان فاسی نے کہا یہ ثقہ ہے۔
۱۱-ابن الملقن نے کہا ثقہ ہے۔
۱۲-ناصر الدین البانی غیر مقلد نے کہا یہ ثقہ ہے۔
۱۳-احمد محمد شاکر غیر مقلد نے کہا ثقہ ہے۔
۱۴-زین الدین دمشقی نے کہا ثقہ ہے۔
۱۵-زبیر علی زئی غیر مقلد نے کہا یہ ثقہ ہے۔
۱۶-(زبیر صاحب کے اصول کے مطابق) امام بخاری کے ہاں ثقہ وصدوق ہے۔
۱۷-(زبیر صاحب کے اصول کے مطابق) امام مسلم کے ہاں ثقہ ہے وصدوق ہے۔
۱۸-امام حاکم کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔
۱۹-حضرت علامہ ذہبی کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔

۲۰-امام دارقطنی کے ہاں صحیح الحدیث ہے۔

تنبیہ: اگر ہم اس طرح کی توثیقات لکھتے جائیں تو میرے گمان میں کم از کم پچاس تو لکھی جاسکتی ہیں لیکن اختصار کو مدنظر لکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اور جہاں تک تعلق ہے علی بن مدینی کی اس جرح کا کہ عاصم حالت انفراد میں حجت نہیں ہے تو یہ جرح بقول محمد صاحب گوندلوی کے غیر مفسر ہے اس لیے مردود ہے چنانچہ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

محمد بن اسحاق پر جو جرحیں ہیں ان میں سے بعض غیر مفسر ہیں..........غیر مفسر جرحیں مندرجہ ذیل ہیں..........جب منفرد ہو تو حجت نہیں............یہ سب جرحیں مبہم غیر مفسر ہیں اور مبہم جرح توثیق کے بعد مقبول نہیں ہوتی۔ ❶

حیرت کی بات ہے کہ جب گوندلوی صاحب کے پسندیدہ راوی محمد بن اسحاق پر حالت انفراد میں حجت نہ ہونے کی جرح ہورہی ہے تو وہ غیر مفسر اور غیر مقبول بن جاتی ہے لیکن جب وہی جرح عاصم بن کلیب پر ہوتی ہے تو گوندلوی صاحب کے نزدیک مفسر اور مقبول بن جاتی ہے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

مغالطہ نمبر۲-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حاکم نیشا پوری نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو (یعنی سفیان ثوری کو) طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے؟ ❷

حاکم نیشا پوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن حجر کی بات غلط ہے۔ ❸

---

❶ خیر الکلام محمد گوندلوی (متوفی ۱۴۰۵) ص: ۱۵۸ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور ❷ معرفة علوم الحديث ص: ١٠٦ و جامع التحصيل ص: ٩٩ ❸ نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

جواب: زبیر علی زئی صاحب کی یہ عبارت غلط فہمی پر مشتمل ہے امام حاکم نے اس عبارت کے تحت سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ہرگز نہیں بتایا ہے۔

ماجرٰی دراصل یہ ہے کہ امام حاکم نے جب طبقہ ثالثہ کا بحث شروع فرمایا تو کہا کہ طبقہ ثالثہ کے مدلسین وہ ہیں جو مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں پھر ان مدلسین کی کچھ مثالیں پیش فرمائیں آگے چل کر ایک فائدہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ کچھ محدثین ایسے ہیں جو مجہولین سے روایت کرتے ہیں جیسے سفیان ثوری وغیرہ اور اسی طرح شعبۃ بن الحجاج وغیرہ تو بسا اوقات روایت عن المجہولین کو طالب علم حدیث جرح سمجھتا ہے حالانکہ یہ جرح نہیں۔

گویا کہ امام حاکم کی یہ عبارت جواب ہے سوال مقدر کا وہ سوال یہ ہے کہ آپ نے کہا وہ راوی جو مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں ان کی وہ روایات غیر مقبول ہونگی پھر تو بہت سارے راوی ایسے بھی جو مجہولین سے روایت کرتے ہیں جیسے سفیان ثوری شعبہ بن الحجاج وغیرہ؟

تو امام حاکم نے جواب دیا کہ روایت عن المجہولین کوئی جرح وعیب نہیں ہے لہٰذا روایت عن المجہولین کرنے والے راویوں کی روایت مقبول ہوگی۔

اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَدْ رَوَى جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ، عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ فَمِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، رَوَى عَنْ أَبِي هَمَّامٍ السَّكُونِيِّ، وَأَبِي مِسْكِينٍ وَأَبِي خَالِدٍ الطَّائِيِّ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَجْهُولِينَ مِمَّنْ لَمْ يُقَفْ عَلَى أَسَامِيهِمْ غَيْرَ أَبِي هَمَّامٍ، فَإِنَّهُ الْوَلِيدُ بْنُ قَيْسٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ، فَأَمَّا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَحَدَّثَ عَنْ خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ لَا يُوقَفُ عَلَى أَنْسَابِهِمْ، وَلَا عَدَالَتِهِمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا حَدَّثَ بَقِيَّةُ عَنِ الْمَشْهُورِينَ فَرِوَايَاتُهُ مَقْبُولَةٌ، وَإِذَا حَدَّثَ عَنِ الْمَجْهُولِينَ فَغَيْرُ مَقْبُولَةٍ، وَعِيسَى بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ الْبُخَارِيُّ الْمُلَقَّبُ بِغُنْجَارٍ شَيْخٌ فِي نَفْسِهِ

ثِقَةٌ مَقْبُولٌ، قَدِ احْتَجَّ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّحِيحِ غَيْرَ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَكْثَرِ مِنْ مِائَةِ شَيْخٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ لَا يُعْرَفُونَ بِأَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، وَرُبَّمَا تَوَهَّمَ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّهُ بِجَرْحٍ فِيهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ[1]

قارئین کرام امید ہے آپ امام حاکم کی عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ گئے ہونگے اس عبارت میں نکتے کی بات یہ ہے کہ امام حاکم اس عبارت میں فرماتے ہیں[وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ]اورسفیان ثوری کی طرح ہیں شعبۃ بن الحجاج یعنی جس طرح سفیان ثوری مجہولین سے روایت کرتے ہیں اسی طرح شعبۃ الحجاج بھی مجہولین سے روایت کرتے ہیں اب اگر بقول زبیر علی صاحب کے سفیان ثوری اس عبارت سے طبقہ ثالثہ کے مدلس ثابت ہو گئے تو شعبۃ بن الحجاج بھی طبقہ ثالثہ کے مدلس ثابت ہونگے حالانکہ شعبۃ بن الحجاج بالاتفاق طبقہ ثالثہ کا مدلس تو درکنار صرف مدلس بھی نہیں ہے چنانچہ اس کا مشہور مقولہ ہے [لان ازنی احب الی من ان ادلس]یعنی تدلیس میرے نزدیک زنا سے زیادہ بری چیز ہے تو جب اس عبارت سے شعبۃ بن الحجاج کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت ہونا ناممکن ہے تو اسی عبارت سے سفیان ثوری کا بھی طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت ہونا ناممکن ہے کیونکہ امام حاکم نے دونوں پر ایک جیسا حکم لگایا ہے تو یا دونوں کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ماننا پڑے گا یا دونوں کو نہیں۔اور جب غیر مقلدین اس عبارت سے شعبہ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس ماننے پر ہرگز تیار نہیں ہو سکتے تو احناف بھی اس عبارت سے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کے ماننے پر ہرگز تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔

ایک لطیفہ:

میں نے کسی زمانے میں زبیر صاحب کو فون کیا تھا۔ میں نے کہا آپ نے نور العینین میں معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے حالانکہ اس عبارت میں تو یہ بھی لکھا کہ [وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ] تو زبیر صاحب نے

[1] معرفة علوم الحديث للامام حاكم (متوفى ۴۰۵ھ)ص:۱۰۶ ناشر دار الكتب العلمية

کہا شعبہ کا ذکر یہاں غلط ہے خلاصہ یہ کہ اپنے مذہب کی حمایت میں اس نے کتاب کی عبارت کو غلط قرار دیا لیکن اپنی غلط رای کو نہیں بدلا جیسے کسی نے کہا ہے:

خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں۔

نیز شعبہ کا ذکر اگر یہاں غلط ہوسکتا ہے تو سفیان ثوری کا ذکر بھی یہاں غلط ہوسکتا ہے۔آخر سفیان کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس کے حق میں یہ عبارت صحیح اور شعبہ کے حق میں غلط ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

لیکن اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے اس عبارت کو سفیان کے حق میں صحیح بھی مان لیں تو اس عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ چیز جو سفیان میں موجود ہے یعنی روایت عن المجہولین یہ جرح ہی نہیں ہاں طالب علم کبھی اس کو جرح سمجھتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔لہٰذا اس عبارت سے سفیان پر کوئی جرح ثابت نہیں ہوئی۔

فائدہ:

حافظ زبیر علی زئی صاحب کے استاذ محبّ اللہ شاہ راشدی زبیر صاحب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر ہمارے دوست (زبیر صاحب) اور اس کے ہمنواؤں کو اس پر اصرار ہے کہ یہاں مجاہیل سے روایت کا مطلب ان سے تدلیس ہی ہے کیونکہ یہ عبارت وہ تدلیس کے نوع ہی میں لائے ہیں تو پھر گذارش ہے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کہ امام شعبہ رحمہ اللہ بھی ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے حالانکہ یہ سراسر باطل ہے امام شعبہ رحمہ اللہ تدلیس عن الضعفاء تو کجا وہ محض تدلیس سے ہی بری تھے۔ ❶

اور جہاں تک تعلق ہے زبیر صاحب کی اس بات کا کہ (حاکم نیشا پوری حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج ذیل دلائل کی روشنی میں حاکم کی بات صحیح اور حافظ ابن

❶ مقالات راشدیہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ۱۴۱۵) ج ا ص: ۳۱۱ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

حجر کی بات غلط ہے۔) یہ بات خود غلط ہے کیونکہ تحقیق کے بعد واضح ہوگیا کہ ابن حجر اور حاکم کی بات میں کوئی تضاد نہیں کہ ایک کی بات کو دوسرے کی بات پر ترجیح دی جائے۔لہٰذا یہ زبیر صاحب کی اپنی غلط فہمی ہے۔

نیز امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مستدرک حاکم میں کئی مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایات کو صحیح اور علی شرط البخاری و مسلم کہا ہے اگر امام حاکم رحمہ اللہ کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہوتے تو اس کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے لیکن جب صحیح کہا ہے تو معلوم ہوگیا کہ امام حاکم کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس نہیں لہٰذا امام حاکم کی اس عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا کہ سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں یہ [**توجیه القول با لا یرضیٰ به القائل**] ہے یعنی مصنف کے قول کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس سے مصنف بھی راضی نہیں ہیں۔

اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ ممکن ہے کہ امام حاکم نے پہلے زمانے میں اس کی معنعن روایات کو صحیح کہا ہو اور معرفۃ علوم الحدیث بعد میں لکھی ہو لہٰذا یوں امام حاکم کا رجوع ثابت ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مستدر حاکم امام حاکم کی آخری تصنیف ہے وہ اس طرح کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الـحَاكِم إِنَّمَا أَلَّف "الـمُستخرج "فِـی أَوَاخِـرِ عُمُره، بَعْد مَوْتِ الدَّارَقُطْنِیّ بِمُدَّة❶

حاکم (متوفی ۴۰۵) نے مستدرک اپنی آخری عمر میں امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵) کی وفات کے کافی مدت کے بعد لکھی ہے۔

لہٰذا رجوع کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

❶سیر اعلام النبلاء لاحمد بن محمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸)ج ۱۲ ص:۵۷۷ ناشر دار الحدیث القاهره

مغالطہ نمبر۳-

حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں:

اور مدلس جو ثقہ و عادل ہیں جیسے (سفیان) ثوری، اعمش اور ابو اسحاق (السبیعی) وغیرہم تو ہم ان کی (بیان کردہ) احادیث سے حجت نہیں پکڑتے الا یہ کہ انہوں نے سماع کی تصریح کی ہو۔ ❶

جواب: ابن حبان جرح میں متشدد شمار کیے جاتے ہیں اس لیے اکثر محدثین کے مقابلے میں اس کی جرح کا اعتبار نہیں کیا جائیگا جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فیتأمل هذا، فإن ابن حبان صاحب تشنیع و شغب. ❷

پس اس کے متعلق غور و فکر کیا جائے اس لیے کہ ابن حبان طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے۔

نیز اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد ذكره أبو عمرو بن الصلاح فی طبقات الشافعية، وقال: ربما غلط الغلط الفاحش فی تصرفاته ❸

ابوعمرو بن صلاح نے اس کے متعلق طبقات الشافعیۃ میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے تصرفات میں بہت بری غلطیاں کی ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں سفیان ثوری کی معنعن روایت کو قبول نہ کرنا یہ ان کی ان فحش غلطیوں میں سے ہے۔

مغالطہ نمبر۴-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

---

❶ نور العینین لزبیر علی ص: ۲۱۶-۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ **میزان الاعتدال للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱ ص: ۲۹۰ ناشر دار المعرفة بیروت**

❸ **تذکرة الحفاظ للذہبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۹۰ ناشر دار الکتب العلمیه**

امام علی بن عبد اللہ المدینی نے فرمایا لوگ سفیان (ثوری) کی حدیث میں یحی القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ ❶

اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: سفیان ثوری سے یحی بن سعید القطان کی روایت سفیان کے سماع پر محمول ہوتی ہے۔

دوم: امام ابن المدینی امام سفیان ثوری کو طبقہ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ یحیٰ القطان کی روایت کا محتاج ہونا کیا؟ ❷

جواب: اصلی عبارت یہ ہے:

حَدَّثَنِی أَبُو الْقَاسِمِ الْأَزْهَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ الْخَلَّالُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَعْقُوبَ، ثنا جَدِّی...... وَقَالَ جَدِّی: سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْمَدِینِیِّ...... قَالَ عَلِیٌّ: وَالنَّاسُ یَحْتَاجُونَ فِی حَدِیثِ سُفْیَانَ إِلَی یَحْیَی الْقَطَّانِ لِحَالِ الْإِخْبَارِ، یَعْنِی عَلِیٌّ أَنَّ سُفْیَانَ کَانَ یُدَلِّسُ وَأَنَّ یَحْیَی الْقَطَّانَ کَانَ یُوقِفُهُ عَلَی مَا سَمِعَ مِمَّا لَمْ یَسْمَعْ ❸

اولاً: اس عبارت میں سفیان کی تعیین نہیں کہ سفیان سے مراد سفیان ثوری ہے یا سفیان بن عیینہ کیونکہ یحی بن سعید القطان جس طرح سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں اسی طرح سفیان بن عیینۃ سے بھی روایت کرتے ہیں اور جس طرح سفیان ثوری مدلس ہیں اسی طرح سفیان بن عیینہ بھی مدلس ہیں تو جب تک سفیان کی اس عبارت میں تعیین ثابت نہیں کرو گے تب تک اس عبارت سے استدلال غلط ہے کیونکہ قائدہ مسلمہ ہے **اذا جاء الاحتمال**

---

❶ (الکفایة للخطیب ص: ۳۶۲) سنده صحیح

❷ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۰۷-۳۰۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❸ الکفایة للخطیب البغدادی (متوفی ۴۶۳) ص: ۳۶۲ ناشر المکتبة العلمیة

بطل الاستدلال۔ دیکھیے: ❶

نیز راوی کے عدم تعیین کی وجہ سے زبیر صاحب کے نزدیک روایت ضعیف ہو جاتی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اگر محمود سے مراد محمود بن غیلان لیا جائے تو سند صحیح ہے اور اگر محمود بن اسحاق الخزاعی مراد لیا جائے تو یہ سند منقطع ہے اسی شک کی وجہ سے راقم الحروف نے روایت کو ضعیف قرار دیا۔ ❷

ثانیاً: یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں پہلے راوی خطیب بغدادی کے استاذ ابوالقاسم الازھری کی توثیق ثابت نہیں اس کے متعلق خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

وكان أحد المكثرين من الحديث كتابة وسماعا، ومن المعتنين به والجامعين له مع صدق وأمانة، وصحة واستقامة، وسلامة مذهب وحسن معتقد، ودوام درس للقرآن وسمعنا منه المصنفات الكبار والكتب الطوال،وكان يسكن بدرب الآجر من نهر طابق. ❸

بہت زیادہ حدیثیں لکھنے اور سننے والا تھا اور حدیث کی طرف توجہ دینے والا اور جمع کرنے والا تھا سچا امانت دار صحت واستقامت والا صحیح مذہب اور حسن اعتقاد والا اور درس قرآن پر ہمیشگی کرنے والا تھا ہم نے اس سے بڑی بڑی کتابیں سنی وہ نہر طابق میں گلی کے کشادہ دروازے پر رہتے تھے۔

اس پوری عبارت میں اگرچہ راوی کے علم و دیانتدار کا بیان ضرور ہے لیکن اس کے لیے ثقہ کا لفظ نہیں ہے۔ جیسے کہ ایک راوی ہے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک اس کے متعلق زبیر صاحب لکھتے ہیں:

---

❶ **عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹) ج۲ ص: ۳۰۹ ناشر دار الکتب العلمیة** ❷ جزء رفع الیدین مترجم لزبیر علی زئی ص: ۷۵ ناشر کتبہ اسلامیہ ❸ **تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (متوفی ۴۶۳) ج۱۲ ص: ۱۲۰ ناشر دار الغرب الاسلامی بیروت**

یاد رہے کہ عثمان بن محمد کا ثقہ ہونا معلوم نہیں اس کے بعد اس راوی کے لیے یہ عبارت نقل کرنے کے بعد زبیر صاحب لکھتا ہے:

قال خالد بن سعد :عثمان بن محمد ممن عنی بطلب العلم ودرس المسائل وعقد الوثائق مع فضله وکان مفتی اهل موضعه توفی ۳۲۰

خالد بن سعد نے کہا عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ (ساتھ) دستاویزیں لکھیں وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

اس عبارت میں توثیق کا نام ونشان نہیں ہے۔ ❶

ثالثا: عبدالرحمٰن بن ابی حاتم فرماتے ہیں:

عبد الرحمن نا أبی قال سألت علی بن المدینی من أوثق أصحاب الثوری؟ قال یحیی القطان وعبد الرحمن بن مهدی ووکیع وأبو نعیم وأبو نعیم من الثقات، نا عبد الرحمن أنا أبو بکر بن أبی خیثمة فیما کتب إلی قال سمعت یحیی بن معین یقول وسئل عن اصحاب الثوری ایهم اثبت؟ فقال هم خمسة یحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مهدی ووکیع وابن المبارک وأبو نعیم. ❷

علی بن مدینی اور یحی بن معین کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کے اثبت یعنی مظبوط شاگرد پانچ ہیں یحی القطان، وکیع اور عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابونعیم ہیں۔

علی بن مدینی اور یحی بن معین نے وکیع اور عبداللہ بن مبارک کو جو سفیان سے حدیث ابن مسعود کے راوی ہیں مطلقا برابر درجے کا یعنی اثبت قرار دیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۲۰۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ **الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷) ج۷ ص: ۶۲ ناشر مجلس دائرة المعارف العثمانیه**

ہے کہ علی بن مدینی اور یحیٰ بن معین کے نزدیک سفیان کی روایت یحی سے جس طرح مطلقا قبول ہے چاہے سماع کی تصریح کرے چاہے نہیں اسی طرح وکیع اور سفیان سے بھی مطلقا قبول ہے چاہے سماع کی تصریح کرے چاہے نہیں۔

مغالطہ:۵-

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

یحی بن سعید القطان نے فرمایا میں نے سفیان (ثوری) سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں انہوں نے حدثنی اور حدثنا کہا، سوائے دو حدیثوں کے۔(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ج اص:۲۷۰) ❶

جواب: اصلی عبارت اس طرح ہے:

قَالَ أبی قَالَ یحیی بن سعید مَا کتبت عَن سُفْیَان شَیْئا إِلَّا قَالَ حَدثنِی أَو حَدثنَا إِلَّا حدیثین ❷

اولا: اس عبارت میں بھی سفیان میں احتمال ہے کہ کونسا سفیان مراد ہے یہاں احتمال آ گیا اور اصول ہے [**اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**] کما مر۔

ثانیا: اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہاں سفیان سے مراد سفیان ثوری ہیں تو بھی ہمارے مدعا پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یحی بن سعید اس عبارت میں صاف فرمارہے ہیں کہ میں نے سفیان سے دو حدیثیں بغیر تصریح سماع کے لی ہیں اور یحی نے ان کو ضعیف قرار نہیں دیا تو معلوم ہو گیا کہ یحی کے نزدیک بھی سفیان ثوری کی تدلیس مقبول ہے۔

مغالطہ نمبر ۶-

قسطلانی، عینی اور کرمانی فرماتے ہیں: سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی

---

❶ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص:۳۰۸ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ **العلل و معرفۃ الرجال للامام احمدبن حنبل (متوفی ۲۴۱) ج ۱ ص: ۲۴۲ ناشر دار الخانی الریاض**

روایت حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند سے (اس روایت میں) سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ ❶

جواب: اولاً تو یہ حضرات سفیان ثوری کی معنعن روایت کو صحیح کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

ا- علامہ بدرالدین عینی (متوفی ۸۵۵) سے:

قَالَ عبد الرَّزَّاق عَن سُفُيَان الثَّوُرىّ عَن سَلمَة بن كهيل، قَالَ: حلف طَاوُوس مَا طَاف أحد من أَصُحَاب رَسُول الله صلى الله عَلَيُهِ وَسلم لحجه وعمرته إلَّا طَوافا وَاحِدًا، وَهَذَا إِسُنَاد صَحِيح. ❷

عبارت کا خلاصہ: علامہ بدرالدین عینی سفیان ثوری کی مذکورہ بالا معنعن روایت کو صحیح بتا رہے ہیں۔

۲- علامہ قسطلانی (متوفی ۹۲۳) سے:

وقال عبد الرزاق عن سفيان الثورى عن سلمة بن كهيل قال: حلف طاوس، ما طاف أحد من أصحاب النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ لحجته وعمرته إلا طوافًا واحدًا. قال الحافظ ابن حجر: وهذا إسناد صحيح. ❸

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ ابن حجر کے حوالے سے سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کی ان عبارات کا تو یہ حضرات اپنی اس عبارت میں

---

❶ نورالعینین لزبیر علی ص: ۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ عمدة القارى لبدر الدين عينى (متوفى ۸۵۵) ج۹ ص: ۲۸۱ ناشر دار احياء التراث العربى ❸ ارشاد السارى لاحمد بن محمد القسطلانى (متوفى ۹۲۳) ج۳ ص: ۱۸۳ ناشر المطبعة الكبرىٰ الاميرية

صحیح بخاری کی ایک حدیث کی دوسندوں میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی پہلے معنعن روایت نقل کرنے کے بعد تصریح سماع والی روایت بیان کی (تا کہ وہ شخص جو سفیان ثوری کے طبقہ ثانیہ کے مدلس ہونے سے ناواقف ہے اس کو یہ وہم نہ ہو کہ) سفیان مدلس ہے اور مدلس کی معنعن روایت قبول نہیں کی جاتی ہے جب تک تصریح سماع نہ کرے تو ایسے واہم کے وہم کو دور کرنے کے لیے تصریح سماع والی سند لائی ہے ورنہ صحیحین میں تو ہر مدلس کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے جیسے کہ اس بات پر فریقین یعنی مقلدین وغیر مقلدین کا اتفاق ہے۔

مغالطہ نمبر ۷-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ابن الترکمانی الحنفی نے کہا **الثوری مدلس وقد عنعن** ثوری مدلس ہیں اور انہوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ [الجوہر النقی ج۸ ص:۲۶۲] ❶

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حنفی عالم ابن الترکمانی نے بھی ایک معنعن رایت کو سفیان الثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف بتایا ہے لہٰذا سفیان ثوری کی معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔

جواب: ابن الترکمانی کے کلام میں تعارض ہے کیونکہ اس نے دیگر مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن حدیث کو صحیح کہا ہے چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

رواه وكيع ثنا سفيان الثورى عن سليمان التيمى عن حيان بن عمير القيسى عن ابن عباس سأله رجل يبيع الحرير إلى اجل فكره ان يشتريه يعنى بدون ما باعه وهذا سند صحيح ❷

❶ نور العینین لزبیر علی ص: ۲۱۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ **الجوهر النقى لابن التركمانى (متوفى ۷۵۰) ج۵ ص: ۳۳۱ ناشر دار الفكر**

عبارت خلاصۃ: ابن الترکمانی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

جب ابن الترکمانی کے کلام میں تعارض ثابت ہوگیا تو غیر مقلدین کے اصول کے مطابق اس کے دونوں قول ساقط الاعتبار ہونگے۔ جیسے کہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن صامت پر امام ابن حبان نے جرح کی ہے اور اسے (پھر) کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے بتایا کہ ابن حبان کے دونوں اقوال ساقط ہیں۔ ❶

لہٰذا میں بھی کہتا ہوں جب ابن الترکمانی نے ایک مقام پر سفیان کی معنعن روایت کو رد کیا اور دیگر مقامات پر صحیح کہا تو تعارض کی وجہ سے ان کے دونوں قول ساقط الاعتبار ہونگے۔

مغالطہ نمبر ۸-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

نیموی تقلیدی نے سفیان ثوری کی بیان کردہ آمین والی حدیث پر یہ جرح کی کہ ثوری بعض اوقات تدلیس کرتے تھے اور انہوں نے اسے عن سے بیان کیا ہے۔ دیکھیے: آثار السنن کا حاشیہ ص: (۱۹۴ ح ۳۸۴) ❷

جواب: اولاً: نیموی نے سفیان ثوری کی تدلیس اور عنعنہ کی وجہ سے شعبہ کی روایت کو سفیان کی روایت پر ترجیح دی ہے لیکن نہ اس کی روایت کو رد کیا اور نہ ہی ضعیف کہا۔ کیونکہ ترجیح کا مطلب یہ ہے کہ دونوں روایات صحیح ہیں اگرچہ ایک کو دوسری پر ترجیح حاصل ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

واما الثوری فکان ربما یدلس وقد عنعنه............... قلت فبهٰذا یرجح ماروا ه شعبة من حديث الخفض.

❶ نورالعینین لزبیر علی ص: ۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

بہر حال ثوری چونکہ بسا اوقات تدلیس بھی کرتے ہیں اور اس نے اس روایت کو عنعنہ سے روایت کیا ہے اس وجہ سے شعبہ کی خفض والی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔

تو ترجیح اور چیز ہے اور تضعیف اور چیز ہے اس نے شعبہ روایت کو سفیان کی روایت پر ترجیح ضروری ہے لیکن سفیان کی روایت کو ضعیف نہیں کہا ہے۔ لہذا ترجیح ضعیف ہونے کو مستلزم نہیں۔ ❶

مغالطہ نمبر ۹۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حسین احمد مدنی دیوبندی کانگریسی نے آمین والی روایت کے بارے میں کہا اور سفیان تدلیس کرتا ہے۔ (تقریر ترمذی اردو ص: ۳۹۱) ❷

جواب: یہاں پر بھی وہی جواب ہے جو نیموی کی عبارت کا ہے۔

مغالطہ نمبر ۱۰۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کید یکھیے مجموعہ رسائل (طبع قدیم ج ۳ ص: ۳۳۱) اور تجلیات صفدر (ج ۵ ص: ۴۷۰) ❸

جواب: حضرت مولانا محمد امین صاحب کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

حضرت وائل بن حجر کی حدیث ابوداؤد سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے کیونکہ اس میں سفیان مدلس، علاء بن صالح شیعہ، محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ ❹

---

❶ آثار السنن لمحمد بن علی النیموی (متوفی ۱۳۲۲) ص: ۱۲۶ ناشر دار الحدیث ملتان پاکستان ❷ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❸ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❹ تجلیات صفدر لمحمد امین صفدر ج ۵ ص: ۴۷۰ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

اس عبارت میں جو مولانا محمد امین صاحب نے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے روایت کو رد کیا ہے وہ صرف اور صرف غیر مقلدین پر الزام قائم کرنے کے لیے کہ آپ کے نظریے کے مطابق تو سفیان کی معنعن روایت قبول نہیں پھر تو سفیان کی آمین بالجہر والی معنعن روایت بھی تمہارے نزدیک ضعیف ہونی چاہیے؟ نہ اس اعتبار سے کہ مولانا محمد امین صاحب کے نزدیک بھی سفیان ثوری کی تدلیس مضر ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد امین صاحب نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت کے متعلق عربی میں ایک مضمون لکھا ہے حضرت نے اس مضمون میں یہی بات لکھی ہے جو میں نے لکھ دی ہے۔ چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

ولکن الان یقول بعض غیر المقلدین ان فی سند حدیث ابن مسعود سفیان وھو مدلس فحدیث ابن مسعود ضعیف. اقول ایھا اللامذھبیون: انظروا فی حدیث صحیح ابن خذیمةھناک ایضا یروی سفیان بعن وعملہ ایضا مخالف لحدیثہ فما حکم ذالک الحدیث❶

آج کل کچھ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث کی سند میں سفیان ہے اور وہ مدلس ہے اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اے لا مذہبو صحیح ابن خذیمہ میں دیکھو وہاں پر بھی سفیان (سینے پر ہاتھ باندھنے والی) روایت کو عن کے ساتھ نقل کر رہے ہیں اور سفیان کا عمل اس (سینے پر ہاتھ باندھنے والی) حدیث کے خلاف ہے لہٰذا پھر اس حدیث کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہوگا؟

مغالطہ: ۱۱-

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے

❶تحقیق حدیث صحیح ابن خذیمة لمحمد امین فی درھم الصرة مع مصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص: ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان باکستان

جرح کی ہے خزائن السنن (ج۲ص:۷۷) ❶

اولاً: حضرت شیخ سرفراز خان صفدر کے نزدیک سفیان ثوری کی تدلیس قبول ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

قتادہ کا شمار طبقہ اولیٰ کے مدلسین میں ہوتا ہے جن کی تدلیس کسی کتاب میں مضر نہیں ہے (اس کے بعد امام حاکم کے حوالے سے قتادہ کو طبقہ اولیٰ کا نقل کیا ہے) اس کے بعد لکھتے ہیں:

علاہ جزائری علامہ ابن حزم سے محدثین کا ضابطہ بیان کرتے ہوئے ان مدلسین کی فہرست بتاتے ہیں جن کی روایتیں باوجود تدلیس کے صحیح اوران کی تدلیس سے صحت حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑتا چنانچہ لکھتے ہیں:

مِنْهُ كَانَ جلة أَصْحَاب الحَدِيث وأئمة الْمُسلمين كالحسن الْبَصْرِيّ وَأبي إِسْحَاق السبيعِي وَقَتَادَة بن دعامة وَعَمْرو بن دِينَار وَسليمَان الْأَعْمَش وَأبي الزبير وسُفْيَان الثَّوْرِيّ وسُفْيَان بن عيينة❷

ان مدلسین میں سے جلیل القدر محدث اور مسلمانوں کے امام شامل ہیں جیسے حسن بصری ابواسحاق السبیعی قتادہ بن دعامہ عمرو بن دینار سلیمٰن اعمش ابوالزبیر سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ وغیرہ۔

ثانیاً: حضرت شیخ نے سفیان ثوری کو مدلس بتا کر روایت کو رد نہیں کیا ہے بلکہ شعبہ کی روایت کو سفیان کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سفیان کی روایت کو شعبہ کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے

اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

سَمِعْت مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ فِي هَذَا

❶ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج۳ص:۱۳۳-۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ احسن الکلام للشیخ سرفراز خان صفدر حصہ:اص:۲۵۰-۲۵۱ ناشر مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ پاکستان

وَأَخْطَأَ شُعْبَةُ فِي مَوَاضِعَ مِنْ هَذَا الحَدِيثِ ❶

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے امام بخاری سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے اصح ہے کیونکہ شعبہ نے اس حدیث میں بہت ساری جگہوں میں خطا کی ہے۔

تو اب زبیر صاحب سے سوال ہے کہ امام بخاری نے اس عبارت میں سفیان ثوری کی روایت کو شعبہ کی روایت کے مقابلے میں اصح قرار دیا ہے تو آپ کیا فرمائیں گے کہ امام بخاری نے شعبہ کی روایت کو رد کر دیا؟ یعنی امام بخاری کے نزدیک شعبہ غیر ثقہ ہے اور اس کی ان کے ہاں روایت مردود ہوتی ہے ہرگز نہیں۔ تو جب امام بخاری کے اصح کہنے سے شعبہ کی روایت مردود نہیں کہلائیگی تو حضرت شیخ کے شعبہ کی روایت کو اصح قرار دینے سے سفیان کی روایت مردود ثابت نہیں ہوگی۔

مغالطہ نمبر ۱۲-

زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے سفیان ثوری پر شعبہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہا سفیان ثوری اپنی جلالت قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں۔ (درس ترمذی ج ا ص:۵۲۱) ❷

جواب: حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب نے سفیان ثوری کو مدلس قرار دے کر روایت کو رد نہیں کیا ہے صرف اتنا بتایا کہ جب کسی ایک ہی استاذ سے سفیان ثوری اور شعبہ میں کسی لفظ کے نقل کرنے میں اختلاف ہو جائے تو دونوں لفظ صحیح ہونگے لیکن شعبہ کے الفاظ اصح ہونگے لہٰذا سفیان کی تدلیس کی وجہ سے روایت کو رد نہیں کیا۔ پھر بھی اس عبارت سے یہ نتیجہ

❶ سنن الترمذی لابی عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹) ج ۱ ص: ۳۳۲ ناشر دار الغرب الاسلامی ❷ تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات لزبیر علی زئی ج ۳ ص: ۳۱۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

نکالنا کہ سفیان کی معنعن روایت قبول نہیں یہ محض ہٹ دھرمی ہے۔

مغالطہ نمبر ۱۳۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الذہبی میزان الاعتدال ج۲ص:۱۶۹ **أنـه كـان يدلس عن الضعفاء، ولكن له نقد وذوق، ولا عبرة لقول من قال: يدلس ويكتب عن الكذابين.**

حافظ ذہبی کی گواہی سے معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ ضعیف لوگوں سے تدلیس کرتے تھے۔ یاد رہے کہ جو ضعفاء سے تدلیس کرے اس کی عن (بغیر تصریح سماع والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

ابوبکر الصیرفی (متوفی ۳۳۰) نے کتاب الدلائل میں کہا

كل من ظهر تدليسه عَن غير الثِّقَات لم يقبل خَبره حَتَّى يَقُول حَدثنِي أَو سَمِعت ❶

ہر راوی جس کی غیر ثقہ راویوں سے تدلیس ظاہر ہو جائے تو اس کی روایت اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ’’حدثنی‘‘ یا ’’سمعت‘‘ نہ کہے یعنی اس کے سماع کی تصریح کے بعد ہی اس کی روایت مقبول ہوتی ہے؟

جواب: میزان الاعتدال کی اصلی عبارت اس طرح ہے جس کے ابتدائی الفاظ زبیر صاحب کو پسند نہیں آئے:

الحجة الثبت، متفق عليه، مع أنه كان يدلس عن الضعفاء ولكن له نقد وذوق

سفیان ثوری حجت ہے ثبت ہے متفق علیہ ہے باوجود اس کے کہ یہ ضعفاء سے تدلیس

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۲ ناشر مکتبہ اسلامیہ

کرتے ہیں لیکن چونکہ اس کو حدیث کے پرکھنے کا استعداد حاصل ہے (یہ چونکہ ضعفاء کی صحیح اور ضعیف حدیث پہچان لیتا ہے اس لیے ان سے صرف وہی روایت لیتا ہے جو صحیح ہو۔ جیسے کی مروی ہے کہ جب سفیان ثوری نے یہ اعلان کیا کہ کلبی سے روایت نہیں لینا تو سفیان سے کہا گیا پھر آپ اس سے روایت کیوں لیتے ہو؟ تو سفیان نے کہا [**انا اعرف صدقه من كذبه**] یعنی میں اس کے سچ اور جھوٹ کو جانتا ہوں دیکھیے میزان الاعتدال ج ۳ ص: ۵۵۷ ناشر دار المعرفۃ بیروت) اور حدیث کے ساتھ ان کو مناسبت ہے (اس لیے یہ اگرچہ ضعفاء سے تدلیس کرے پھر بھی حجت ہے)

نیز غور فرمائیں علامہ ذہبی اس عبارت میں سفیان ثوری کو باوجود مدلس عن الضعفاء ہونے کے مطلقا حجت قرار دے رہے ہیں یہ نہیں فرمارہے کہ جب تصریح سماع کرے تو پھر حجت ہونگے اگر عن کے ساتھ روایت کرے تو حجت نہیں ہونگے ایسی بات نہیں مطلقا حجت ہے چاہے تصریح سماع نہ بھی کرے۔

فائدہ:

حافظ زبیر علی زئی کے استاذ محبّ اللہ شاہ راشدی ابو جابر دامانوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بدقسمتی سے انہوں نے کتب رجال میں دیکھ لیا کہ سفیان الثوری رحمہ اللہ بھی مدلس ہیں حالانکہ حافظ رحمہ اللہ میزان میں (جہاں سے ڈاکٹر صاحب نے یہ نقل فرمایا ہے کہ [**یدلس عن الضعفاء**] وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے یہ بھی ساتھ ہی فرماتے ہیں:

له نقد و ذوق ولا عبرة لقول من قال يدلس و يكتب عن الكذابين

امام سفیان ثوری کو ناقدانہ بصیرت و ذوق تھا جس سے ان ضعفاء کی روایات صحیحہ کا امتیاز کرلیتا تھا اور اس آدمی کی بات کا کوئی اعتبار نہیں جو یہ کہتا ہے کہ امام ثوری رحمہ اللہ

کذابوں (جھوٹوں) سے تدلیس کرتا تھا اوران سے روایات لکھا کرتا تھا۔

افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے [**یدلس عن الضعفاء**] تونقل فرمایا اورآگے جو کچھ تھا اس کوحذف کردیا، اس لیے کہ یہ قطعہ ان کے موقف کے لیے مضر تھا؟ پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے [**یدلس عن الضعفاء**] والاٹکڑا اس عبارت کے بعد ذکرفرمایا: [**الحجة الثبت، متفق علیه، مع أنه كان يدلس عن الضعفاء**] یعنی امام ثوری رحمہ اللہ حجت ثبت محدثین کے درمیان متفقہ طور پر مقبول ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔

اب قارئین کرام آپ ہی خود انصاف کریں وہ [**یدلس عن الضعفاء**] سے پیشتر جو عبارت ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے موقف کو کتنا بے معنی کررہی ہے۔ اس سے تو صاف عیاں ہے کہ حافظ ذہبی کا موقف بھی وہی ہے جو حافظ ابن حجر کا ہے یعنی ان کی امامت وجلالتا وندرت تدلیس کی وجہ سے ائمہ حدیث نے ان کی معنعنہ روایات بھی قبول فرمائی ہیں۔ ❶

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

نیز علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کی معنعن روایات کوصحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال الثوری، عن جعفر بن إياس، عَنْ سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ في قول الله -عز وجل: (إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ)...... حديث صحيح❷

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَنْبَأَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: سُئِلَ

❶ مقالات راشدیہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ١٤١٥) ج١ص:٣٠٢ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

❷ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ٧٤٨) ج ١ ص: ٢٥٧ ناشر دار الحديث القاهره

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْكَسْبِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كَسْبٌ مَبْرُورٌ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ❶

(التعليق -من تلخيص الذهبى) صحيح

عبارت کا خلاصہ: حضرت علامہ ذہبی سفیان ثوری کی اس معنعن حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ علامہ ذہبی کے نزدیک سفیان ثوری کا [مدلس عن الضعفاء] ہونا صحت حدیث کے منافی نہیں۔ لہٰذا ذہبی کی عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا [توجیہ القول بما لا یرضی به القائل] کے قبیل سے ہے یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا جس پر خود مصنف بھی راضی نہیں۔

جان لو کہ یہ وہی طرز ہے جو خود زبیر صاحب نے بھی اپنے پسندیدہ راوی ابوقلابہ سے تدلیس کے الزام ہٹانے کے لیے اختیار کی ہے وہ اس طرح کہ علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمہا اللہ نے ابوقلابہ کو مدلس قرار دیا ہے تو زبیر صاحب فرماتے ہیں یہ مدلس نہیں (بلفظ زبیر علی) کیونکہ خود حافظ ذہبی نے ہی ابوقلابہ رحمہ اللہ کی متعدد عن والی روایات کو بخاری ومسلم کی شرط پر (صحیح علیٰ شرطھما کہا ہے دیکھیے تلخیص المستدرک)۔ ❷

لہٰذا ہم نے بھی سفیان ثوری سے تدلیس مضر کے الزام ہٹانے کے لیے یہی طرز اختیار کی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے صیرفی کے قول [كل من ظهر تدليسه عَن غير الثِّقَات لم يقبل خَبره حَتَّى يَقُول حَدثنِي أَو سَمِعت] کا تو صیرفی کے اس قول سے طبقہ اولیٰ وثانیہ کے مدلسین مستثنیٰ ہیں اس لیے کہ یہ قاعدہ بالاتفاق اپنے عموم پر جاری نہیں رہ سکتا

❶ مستدرک حاکم لابی عبد الله الحاکم (المتوفی ۴۰۵) ج۲ ص: ۱۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت ❷ مسئلۃ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص: ۴۵ ناشر مکتبۃ اسلامیۃ

ورنہ سفیان ثوری کی وہ معنعن روایات جو صحیحین میں موجود ہیں وہ بھی ضعیف کہلائینگی کیونکہ صیرفی نے صحیحین میں ہونے کی استثناء بھی نہیں کی ہے حالانکہ خود زبیر صاحب کے نزدیک بھی صحیحین میں تمام مدلسین کی معنعن روایات صحیح ہیں جیسے کہ زبیر صاحب لکھتے ہیں:

اصول حدیث میں یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ مدلس کی تصریح سماع کے بغیر (مثلاً عن) والی روایت ضعیف ہوتی ہے بشرطیکہ......روایت مذکورہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ ہو۔ ❶

نیز اس قاعدے کو عام ماننے کی صورت سفیان ثوری کی وہ روایات بھی ضعیف ہوجائینگی جن میں ان کا متابع موجود ہے حالانکہ متابع کے موجود ہونے کی صورت میں سفیان ثوری کی متابعت والی روایت بھی صحیح ہوتی ہے جیسے کہ زبیر صاحب خود لکھتے ہیں:

مدلس کی اگر معتبر متابعت ثابت ہوجائے تو اس کی روایت قوی ہوجاتی ہے سفیان ثوری اس روایت (یعنی عبداللہ بن سعود) میں عاصم بن کلیب سے منفرد ہیں۔ ❷

تو جس طرح زبیر صاحب کے نزدیک محدثین کی تصریح کے مطابق مدلسین کی صحیحین والی معنعن روایات اور متابعت والی معنعن روایات صیرفی کے اس اصول سے مستثنی ہونگی اسی طرح ہمارے نزدیک بھی سفیان ثوری کے طبقہ ثانیہ کی تصریح کرنے والے محدثین کے مطابق سفیان ثوری کی معنعن روایات مستثنی ہونگی۔

مغالطہ نمبر ۱۴-

صلاح الدین العلائی جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص:۹۹ **وقال من یدلس عن اقوام مجھولین لا یدری من ھم کسفیان الثوری**

یعنی سفیان ثوری ان مجھول لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن کا پتہ بھی نہیں چلتا۔

جواب: حافظ علائی رحمہ اللہ کی یہ عبارت اپنی نہیں ہے بلکہ حضرت نے یہ عبارت امام

❶ جز رفع الیدین مترجم لزبیر علی زئی ص:۲۵ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ

حاکم کی معرفۃ علوم الحدیث کے حوالے سے نقل کی ہے لیکن حضرت سے اس عبارت کے نقل کرنے میں خطا ہوئی ہے اصلی کتاب معرفۃ علوم الحدیث کی اس عبارت میں سفیان ثوری کا تذکرہ نہیں ہے وہ عبارت لاحظہ فرمائیں:

وَالْجِنْسُ الثَّالِثُ مِنَ التَّدْلِيسِ قَوْمٌ دَلَّسُوا عَلَى أَقْوَامٍ مَجْهُولِينَ لَا يُدْرَى مَنْ هُمْ، وَمِنَ أَيْنَ هُمْ مِثَالُ ذَلِكَ مَا أَخْبَرَنَاهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ❶

البتہ جب طبقہ ثالثہ کے مدلسین کا بحث ختم ہوجاتا ہے تو اس کے بعد امام حاکم نے فائدے کے طور پر بتایا ہے کہ جہاں تک تعلق ہے [روایة عن المجهولين] کا تو سفیان ثوری اور دیگر محدثین جیسے امام شعبہ وغیرہم [روایة عن المجهولین] کرتے ہیں اور یہ جرح نہیں ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَدْ رَوَى جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ، عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ فَمِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، رَوَى عَنْ أَبِي هَمَّامٍ السَّكُونِيِّ، وَأَبِي مِسْكِينٍ، وَأَبِي خَالِدٍ الطَّائِيِّ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمَجْهُولِينَ مِمَّنْ لَمْ يُقَفْ عَلَى أَسَامِيهِمْ غَيْرَ أَبِي هَمَّامٍ، فَإِنَّهُ الْوَلِيدُ بْنُ قَيْسٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَكَذَلِكَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ، فَأَمَّا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَحَدَّثَ عَنْ خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ لَا يُوقَفُ عَلَى أَنْسَابِهِمْ، وَلَا عَدَالَتِهِمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا حَدَّثَ بَقِيَّةُ عَنِ الْمَشْهُورِينَ فَرِوَايَاتُهُ مَقْبُولَةٌ، وَإِذَا حَدَّثَ عَنِ الْمَجْهُولِينَ فَغَيْرُ مَقْبُولَةٍ، وَعِيسَى بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ الْبُخَارِيُّ الْمُلَقَّبُ بِغُنْجَارٍ شَيْخٌ فِي نَفْسِهِ ثِقَةٌ مَقْبُولٌ، قَدِ احْتَجَّ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّحِيحِ غَيْرَ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَكْثَرِ مِنْ مِائَةِ شَيْخٍ مِنَ الْمَجْهُولِينَ لَا يُعْرَفُونَ بِأَحَادِيثَ

❶ معرفة علوم الحديث للامام حاكم (متوفى ۴۰۵)ص: ۱۰۵ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

مَنَاكِيرَ، وَرُبَّمَا تَوَهَّمَ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّهُ بِجُرَحُ فِيهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ ❶

لہٰذا حافظ علائی رحمہ اللہ سے عبارت کے نقل کرنے میں خطا ہوگئی ہے ظاہر ہے خطا سے کون محفوظ ہے۔ جیسے کہ زبیر علی زئی صاحب فرماتے ہیں: انسان خطا کا پتلا ہے۔ ❷

فائدہ:

محبّ اللہ شاہ راشدی زبیر علی زئی کے استاذ، زبیر علی زئی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حافظ علائی نے حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث سے اس موقف پر جو عبارت نقل فرمائی ہے اس میں ایسے اختصار سے کام لیا ہے کہ بات کچھ سے کچھ ہوگئی ہے اور اس سے زیادہ افسوس محترم دوست (زبیر صاحب) پر ہے کہ انہوں نے بھی حافظ علائی کی منقولہ عبارت جوں کی توں نقل کر دی ہے اور اصل کتاب (معرفۃ علوم الحدیث امام حاکم) کی طرف مراجعت ضروری ہی نہیں سمجھی واللہ باللہ یہ طرز عمل ان کے علمی شان سے بمراحل بعید ہے۔ ❸

نیز محبّ اللہ راشدی لکھتے ہیں:

محترم دوست (زبیر صاحب) نے امام حاکم کی عبارت جامع التحصیل سے نقل فرمائی ہے اولیٰ و انسب تو یہ تھا کہ وہ خود امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث متعلقہ فصل کو پوری طرح دیکھ کر کوئی رائے قائم فرماتے۔ نقل در نقل سے جو غلطیاں رونما ہوتی ہیں ان سے محترم دوست بخوبی واقف ہونگے امام حاکم رحمہ اللہ تو اس طرح فرماتے ہیں:

قال ابو عبد الله التدليس عندنا علىٰ ستة اجناس.

ابوعبداللہ (حاکم) فرماتے ہیں پھر تدلیس ہمارے یہاں چھ جنسوں پر ہے۔

---

❶ **معرفة علوم الحديث للامام حاكم (متوفى ٤٠٥) ص: ١٠٦ ناشر دار الكتب العلمية**

❷ جزرفع الیدین مترجم لزبیر علی زئی ص: ٢٦ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❸ مقالات راشدیہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ١٤١٥) ج ١ ص: ٣٠٩ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور

لیکن علامہ علائی جامع التحصیل میں اس طرح لکھتے ہیں:

وقد قسم الحاكم ابو عبد الله فى كتابه (علوم الحديث)اجناس المدلسين الى ستة اقسام

(حاکم) ابوعبداللہ نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں مدلسین کی جنسوں کو چھ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

اہل علم ان دونوں عبارتوں میں جو باریک فرق ہے اس کو خیال میں رکھیں۔ ❶

مغالطہ نمبر ۱۵-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

حافظ ابن رجب (شرح علل الترمذی ج ا ص:۳۸۵)[**وقال وقد كان الثورى و غيره يدلسون عمن لم يسمعوا منه ايضاً**] یعنی سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔ ❷

سرفراز صفدر اپنی کتاب احسن الکلام میں لکھتے ہیں:

ابو قلابہ گو ثقہ تھے لیکن غضب کے مدلس تھے...... ابو قلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان سے بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے۔[ج ۲ ص:۱۱۱]

اگر حافظ ذہبی کے قول کی بنیاد پر ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ غضب کے مدلس قرار دیے جا سکتے ہیں تو حافظ ابن رجب کے قول پر سفیان ثوری کو غضب کا مدلس کیوں نہیں قرار دیا جاتا؟ ❸

زبیر صاحب مزید لکھتے ہیں:

ابو قلابہ جو کہ مدلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ

❶ مقالات راشدیہ لمحب اللہ راشدی (متوفی ۱۴۱۵) ج ا ص:۳۰۷ ناشر مکتبہ نعمانیہ لاہور ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۵ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❸ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

ظالموں سے ضرور حساب لے گا اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ ❶

جواب: حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ بلا شبہ ایک بہت بڑے محقق تھے لیکن حضرت کا ابو قلابہ کو غضب کا مدلس قرار دینا تحقیقی میدان میں درست نہیں ہے اس لیے کہ ابو قلابہ کو حضرت سے پہلے متقدمین محدثین نے طبقہ اولیٰ کا مدلس قرار دے کر اس کی تدلیس کو برداشت کیا ہے چنانچہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ جس نے ابو قلابہ کے متعلق یہ الفاظ نقل کیے ہیں (بو قلابہ کی جن سے ملاقات ہوئی ان سے بھی اور جن سے نہیں ہوئی ان سے بھی سب سے تدلیس کرتے تھے۔) وہ بھی ابو قلابہ کے معنعن روایات کو صحیح کہتے ہیں دیکھیے تلخیص الذہبی علی مستدرک حاکم ج ا ص: ۲۸۴ ج ا ص: ۴۳۱ ج ا ص: ۴۴۵ اور ایک مقام پر لکھتے ہیں علی شرط البخاری و مسلم ج ۳ ص: ۷۷۴ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

لہٰذا حضرت شیخ کا ذہبی کی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ابو قلابہ غضب کا مدلس ہے اس لیے اس کی معنعن روایت ضعیف ہے یہ [**توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل ہے۔**] (یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر مصنف بھی راضی نہیں)۔ [**کل احدیؤ خذ من قولہ ویترک الا رسول اللہ**] یعنی ہر کسی کی بات لی بھی جائے گی اور رد بھی کی جائے گی سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اسی طرح ابن رجب کے ان الفاظ سے (یعنی سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔) زبیر علی زئی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ سفیان ثوری بھی غضب کا مدلس ہے اور اس کی معنعن روایت بھی ضعیف ہے یہ نتیجہ تحقیقی میدان میں غلط ہے کیونکہ وہ ابن رجب حنبلی جو سفیان ثوری کے متعلق یہ الفاظ لکھتے ہیں کہ [سفیان ثوری وغیرہ ان لوگوں سے بھی تدلیس کرتے تھے جن سے ان کا سماع نہیں ہوتا تھا۔] وہ خود بھی ان الفاظ کے لکھنے کے باوجود فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری وغیرہ جیسے مدلسین کی تدلیس

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

مضر نہیں ہے۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ورخص فی التدلیس طائفة، قال یعقوب بن شیبة، من رخص فیه فإنما رخص فیه عن ثقة سمع (منه) ، وأما من دلس عمن لم یسمع منه، فلم یرخص فیه،وکذا إذا دلس عن غیر ثقة، کذا قال یعقوب وقد کان الثوری وغیرہ یدلسون عمن لم یسمعوا منه أیضاً، فلا یصح ما قال یعقوب. ❶

ایک جماعت نے تدلیس کی اجازت دی ہے(یعنی مدلس کی معنعن روایت قبول کی ہے)اور یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے تدلیس کی اجازت دی ہےتو وہ ثقہ سے تدلیس کی اجازت دی ہےلیکن جس نے ان لوگوں سے تدلیس کی جس سےاس کا سماع نہیں ہےتو اس تدلیس کی اجازت نہیں دی ہے یہ بات یعقوب نے کہی ہے حالانکہ ثوری اور دیگر محدثین بھی ایسے لوگوں سے تدلیس کرتے تھے جن سے ان سماع نہیں ہوتا تھا پس یعقوب کی بات درست نہیں ہے۔

ابن رجب کی عبارت کا حاصل یہ نکلا کہ ایسے لوگوں سے تدلیس کرنا جن سے سماع ثابت نہیں یہ حدیث کے لیے مضر نہیں ورنہ تو سفیان ودیگر محدثین کی معنعن روایات سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا لہٰذا سفیان کی تدلیس مضر نہیں اگرچہ یہ ان سے بھی تدلیس کرتے ہیں جن سے اس کا سماع ثابت نہیں۔

لہٰذا زبیر علی زئی کا ابن رجب حنبلی کے قول کی بنیاد پر سفیان ثوری کو غضب کا مدلس قرار دینا[**توجیه القول بما لا یرضی به القائل**] ہے(یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر مصنف خود بھی راضی نہیں ہے۔)

رہی زبیر صاحب کی یہ واویلا کہ (ابوقلابہ جو کہ مدلس نہیں تھے ان کے عنعنہ کو رد کرنا اور ثوری جو کہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے ان کے عنعنہ کو قبول کرنا انصاف کا خون کرنے

❶شرح علل الترمذی لابن رجب حنبلی(متوفی ۷۹۵)ج۲ ص:۵۸۵ ناشر مکتبة المنار اردن

کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے ضرور حساب لے گا اس دن اس کی پکڑ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔) تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ یہ جرم تو آپ کے معتمد شیخ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے بھی کیا ہے جیسے کہ آپ نے خود لکھا ہے:

علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے ایک سند کو ابو قلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا: **قال اسناده ضعيف لعنعنة ابی قلابة وهو مذكور بالتدليس** (حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص: ۲۶۸ حدیث نمبر ۲۰۴۳) [1]

اب عرض یہ ہے کہ اگر ابو قلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کسی سند کو ضعیف قرار دے تو العیاذ باللہ وہ ظالم ٹھیرے لیکن اگر وہی جرم یعنی ابو قلابہ کی عنعنہ کی وجہ سے روایت کو ناصر الدین البانی غیر مقلد ضعیف قرار دے تو پھر بھی آپ کے نزدیک رحمہ اللہ ٹھیرے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

نیز تعجب کی بات یہ ہے کہ جب ابو قلابہ کے متعلق ذہبی نے کہا کہ یہ ان سے بھی تدلیس کرتا ہے جن سے ان کی ملاقات ہوئی ہے اور ان سے بھی جن سے اس کی ملاقات ثابت نہیں تو زبیر صاحب نے ذہبی کی اس گواہی کو ابو حاتم کے اس قول کا سہارا لے کر کہ ابو قلابہ تدلیس سے نہیں پہچانے جاتے تھے رد کر دیا یہ کہہ کر کہ متقدمین کے مقابلے میں متأخرین کی بات کب قابل مسموع ہو سکتی ہے؟ دیکھیے: نور العینین ص: ۱۳۷ تو اب زبیر صاحب سے عرض یہ ہے کہ سفیان ثوری کے متعلق ابو عامر عبد الملک بن عمر (متوفی ۲۰۴) کا قول ہے کہ سفیان ثوری تدلیس نہیں کرتے تھے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي "الْمَدْخَلِ" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: كَانَ الثَّوْرِيُّ يُدَلِّسُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: أَلَيْسَ إِذَا دَخَلَ كُورَةً يَعْلَمُ أَنَّ أَهْلَهَا لَا يَكْتُبُونَ حَدِيثَ رَجُلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ، وَإِذَا عُرِفَ الرَّجُلُ

[1] نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

بِالِاسْمِ كَنَّاهُ، وَإِذَا عُرِفَ بِالْكُنْيَةِ سَمَّاهُ، قَالَ: هَذَا تَزْيِينٌ لَيْسَ بِتَدْلِيسٍ. ❶

تو یہاں آپ کے اصول کے مطابق ذہبی کی گواہی کہ سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے کیوں رد نہیں ہو سکتی؟ (یعنی جب ابو حاتم کے قول سے ذہبی کی گواہی رد ہو سکتی ہے تو ابو عامر کے قول سے ذہبی کی گواہی کیوں رد نہیں ہو سکتی؟) جبکہ سفیان ثوری کو ذہبی کے علاوہ متقدمین میں سے کسی محدث نے بھی [**مدلس عن الضعفاء**] نہیں کہا ہے؟

حدیث ابن مسعود پر بعض محدثین کا کلام اور اس کا جواب

۱-عبداللہ بن مبارک کا کلام اور اس جواب

۱- حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام المجاہد الثقۃ عبداللہ بن المبارک (متوفی ۱۸۱) نے کہا:

"**لم يثبت حديث...... ابن مسعود**"

ابن مسعود کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔

جواب: یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے کہ عبداللہ بن مبارک نے اس کے ثابت نہ ہونے کی وجہ بیان نہیں کی اس لیے مردود ہے۔ جیسے کہ زبیر علی زئی کے استاذوں کے استاذ (دیکھیے: نور العینین ص: ۲۷۲) اور غیر مقلدین کے رئیس المحدثین قدوۃ السالکین استاذ الاساتذہ محمد صاحب گوندلوی (دیکھیے ٹائیٹل پیج خیر الکلام) لکھتے ہیں:

اگر جرح مفسر نہ ہو تو مقبول نہیں ہوتی۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ: **هٰذا الحديث غير ثابت**...... یہ حدیث ثابت نہیں...... اور اس کی وجہ بیان نہ کرے اس صورت میں یہ جرح مقبول نہ ہوگی اکثر فقہاء اور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ ❶

---

❶ **تدریب الراوی لجلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱) ج ۱ ص: ۲۶۵ ناشر داط طیبہ**

❶ خیر الکلام محمد گوندلوی ص: ۴۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ

ثانیاً: ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲) نے بھی اس جرح کو رد کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

وَعَدَمُ ثُبُوتِ الْخَبَرِ عِنْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ لَا يَمْنَعُ مِنَ النَّظَرِ فِيهِ، وَهُوَ يَدُورُ عَلَى عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ (۱)

ابن مبارک کے ہاں اس حدیث کا عدم ثبوت اس حدیث پر عمل سے مانع نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور وہ ثقہ ہے۔

ثالثاً: حافظ زبیر علی زئی اپنی ایک پسندیدہ روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جا سکتا ہے؟ (۲)

میں بھی اسی طرح کہہ رہا ہوں کہ جب اس حدیث ابن مسعود کے تمام راوی عبد اللہ بن مبارک کے ہاں بھی ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر ثابت قرار دیا جا سکتا ہے۔؟

رابعاً: سنن النسائی میں ابن مبارک یہ حدیث خود بھی روایت کر رہے ہیں اس لیے احتمال ہے کہ ابن مبارک کی یہ جرح اس حدیث کے علم حاصل ہونے سے پہلے کی ہو لیکن جب علم ہوا تو اس کو خود بھی روایت کرنا شروع کر دیا۔ اور ایسے ممکن ہے کہ ایک محدث کے پاس ایک موقع پر کوئی حدیث نہیں ہوتی تو وہ اس کو بیان نہیں کرتے لیکن جب بعد میں مل جاتی ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

---

(۱) الامام فی احادیث الاحکام لابن دقیق العید (متوفی ۷۰۲) بحوالہ نصب الرایۃ للزیلعی (متوفی ۷۶۲) ج ۱ ص: ۳۹۵ ناشر مؤسسۃ الریان

(۲) مسئلہ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص: ۴۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

قال ابو عبد الله هٰذا الحديث ليس بخراسان فی کتب ابن المبارک انما املی علیھم بالبصرۃ❶

یہ حدیث خراسان میں ابن مبارک کی کتابوں میں نہیں تھی ہاں اس نے یہ حدیث اپنے شاگردوں کو بصرہ میں لکھوائی۔

۲-امام شافعی کا کلام اوراس کا جواب

۲-حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الامام الشافعی (متوفی ۲۰۴) نے ترک رفع الیدین کی احادیث کورد کردیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔

[دیکھیے **کتاب الام ج۷ ص: ۲۰۱ باب رفع الیدین فی الصلاۃ والسنن الکبری للبیھقی ج۲ ص: ۸۱ و فتح الباری ج۲ ص: ۲۲۰**]❷

جواب: اولاً: کتاب الام میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ کتاب الام کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

فَقُلْتُ: هَلْ رَوَوْا فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مَا لَا نُثْبِتُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ وَلَا أَهْلُ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ مِثْلَهُ❸

عبارت کا ترجمہ (میں نے شافعی سے کہا کہ کیا رفع الیدین نہ کرنے والوں نے ترک رفع الیدین پر کوئی روایت ذکر کی ہے تو امام شافعی نے فرمایا جی ہاں۔ لیکن ایسی روایات ذکر کی ہیں جن کو ہم اور آپ اور محدثین ثابت نہیں سمجھتے۔

توجب اس عبارت میں حدیث ابن مسعود کا تذکرہ ہی نہیں تو جرح کیسے ثابت

---

❶ **صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج۱ ص: ۳۳۲ ناشر قدیمی کتب خانہ کراتشی باکستان** ❷ نورالعینین لزبیر علی زئی ص: ۱۲ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❸ **الام للامام الشافعی (متوفی ۲۰۴) ج۷ ص: ۲۱۱ ناشر دار المعرفۃ بیروت**

ہوئی؟ حقیقت یہ ہے کہ ترک رفع الیدین کے سلسلے میں متعدد روایات ہیں ان میں سے زیادہ تر تو صحیح ہیں لیکن بعض روایات ضعیف بھی ہیں اس لیے ممکن ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ضعیف روایات پہنچی ہوں جن کو امام شافعی نے غیر ثابت قرار دیا، اس عبارت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ امام شافعی نے حدیث ابن مسعود کو بھی غیر ثابت کہا لہٰذا زبیر علی زئی کا حدیث ابن مسعود کے متعلق اس جرح کو نقل کرنا غلط ہے۔

ثانیاً: گر اس عبارت میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کے متعلق یہ جرح فرض بھی کی جائے تو یہ وہی جرح ہے جو ابن مبارک نے کی تھی کہ [ثابت نہیں] لہٰذا جو جواب اس جرح کا تھا اس کا بھی وہی جواب ہوگا۔ یعنی یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے قابل قبول نہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے السنن الکبری للبیہقی کا تو السنن الکبری للبیہقی کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

قَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ: وَلَا يَثْبُتُ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ، يَعْنِي مَا رَوَوْهُ عَنْهُمَا مِنْ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ. ❶

زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعی قدیم قول میں کہتے تھے کہ علی اور ابن مسعود سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

زعفرانی کے اس قول سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ امام شافعی یہ جرح پہلے زمانے میں کرتے تھے اس کے بعد قول جدید میں رجوع کر لیا۔ لہٰذا جرح ثابت ہی نہیں ہوئی۔

اور جہاں تک تعلق ہے فتح الباری کا تو فتح الباری کی اصلی عبارت اس طرح ہے:

وَاحْتَجُّوا أَيْضًا بِحَدِيث بن مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

❶ السنن الکبریٰ للبیهقی (متوفی ۴۵۸) ج ۲ ص: ۱۱۴ ناشر دار الکتب العلمیة

وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الِافْتِتَاحِ ثُمَّ لَا يَعُودُ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَدَّهُ الشَّافِعِيُّ بِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ ❶

امام شافعی نے حدیث ابن مسعود کو یوں رد کیا کہ یہ ثابت نہیں۔

لہٰذا اس جرح کا بھی وہی جواب ہے جو ابن مبارک کی جرح کا جواب گذرا یعنی یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے مردود ہے۔

۳-امام احمد بن حنبل کا کلام اور اس کا جواب

۳-حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) نے اس روایت پر کلام کیا ہے۔ دیکھیے: ❷

جواب: کلام کی وضاحت زبیر صاحب نے بھی نہیں کی ہے کہ کیا یہ کلام مضر یعنی روایت کو نقصان دہندہ بھی ہے یا نہیں زبیر صاحب کی ذمیداری تھی کہ وہ خود امام احمد بن حنبل سے نقل کرتے کہ یہ روایت اس کلام کے وجہ سے ضعیف ہے تو یہ جرح قابل غور ہوتی کیونکہ کلام تو بخاری اور مسلم کی روایات پر بھی ہوا ہے جیسے کہ عبداللہ روپڑی صاحب اپنی کتاب رفع یدین و آمین میں لکھتے ہیں:

جیسے بخاری مسلم کی بعض احادیث پر محدثین نے تنقید کی ہے۔ ❸

اور محمد صاحب گوندلوی صحیح مسلم کی ایک حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحیحین میں جو مدلسین کی روایات ہیں وہ سماع پر محمول ہیں مگر یہ قاعدہ ان احادیث

---

❶ فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۲ ص: ۲۲۰ ناشر دار المعرفة بیروت ❷ جزء رفع الیدین: ۳۲ مسائل احمد بروایة عبد الله بن احمد ج ا ص: ۲۴۴ فقره: ۳۲۶. نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبه اسلامیة
❸ رفع یدین و آمین لعبداللہ ص: ۱۳۳ بحوالہ نور الصباح للشیخ حبیب اللہ

میں چلتا ہے جہاں تنقید نہ ہوئی ہو یہ قاعدہ ہر جگہ جاری نہیں رہتا اور حدیث زیر بحث پر تنقید ہو چکی ہے۔ ❶

تو اگر ہر تنقید و کلام حدیث کے لیے نقصان دہندہ ہو جائے تو بخاری و مسلم کی روایات بھی مردود ہونگی۔ لہٰذا جس طرح بخاری و مسلم کی روایات باوجود تنقید و کلام کے زبیر صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ثابت نہیں ہونگی اسی طرح امام احمد کے اس کلام سے حدیث عبداللہ بن مسعود بھی ضعیف ثابت نہیں ہوگی۔

وہ کلام یہ ہے جسے زبیر صاحب نے نقل نہیں کیا۔

قلت لابی حَدِيث عَاصِم بن كُلَيُب عَن عبد الرَّحُمَن بن الْأسود عَن عَلُقَمَة قَالَ قَالَ ابُن مَسُعُود الا اصلى بكم كَمَا رَأَيت رَسُول الله صلى الله عَلَيُهِ وَسلم قَالَ فصلى فَلم يرفع يَدَيُهِ الا مرّة. حَدثنَا قَالَ حَدثنِي ابى حَدثنَا ابو عبد الرَّحُمَن الضَّرِير قَالَ كَانَ وَكِيع رُبمَا قَالَ يَعُنِي ثمَّ لَا يعود قَالَ ابى وَكِيع يَقُول هَذَا من قبل نَفسه يَعُنِي ثمَّ لَا يعود قَالَ ابى وَقَالَ الْأَشُجَعِيّ فِي هَذَا الحَدِيث فَرفع يَدَيُهِ اول شَيُء قَالَ ابى وَحَدِيث عَاصِم بن كُلَيُب رَوَاهُ ابُن ادريس فَلم يقل ثمَّ لَا يعود حَدثنَا قَالَ حَدثنِي ابى حَدثنَا يحيى بن ادم قَالَ املى على عبد الله بن ادريس عَن عَاصِم بن كُلَيُب عَن عبد الرَّحُمَن بن الاسود قَالَ حَدثنَا عَلُقَمَة عَن عبد الله بن مَسُعُود قَالَ علمنَا رَسُول الله صلى الله عَلَيُهِ وَسلم فَكبر وَرفع يَدَيُهِ وَركع وطبق يَدَيُهِ فَجعلهَا بَين رُكُبَتَيُهِ فَبلغ سَعُدا فَقَالَ صدق اخى قد كُنَّا نَفُعل ذَلِك ثمَّ امرنا بِهَذَا واخذ بركبتيه عَاصِم بن كُلَيُب هَكَذَا. قَالَ ابى لفظ غير لفظ وَكِيع وَكِيع كَانَ رجل يحمل على نَفسه فِي حفظ الحَدِيث ❷

---

❶ خیر الکلام محمد گوندلوی ص: ۳۰۵ ناشر مکتبہ نعمانیہ

❷ مسائل احمد برواية ابنه عبد الله ص: ۷۱ ناشر المكتب الاسلامى بيروت

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے حدیث ابن مسعود فلم یرفع یَدَیہِ الامرّ ۃ کے متعلق پوچھا تو میرے والد نے فرمایا ابوعبدالرحمٰن الضریر کہتے تھے کہ وکیع بسا اوقات لا یعود کے الفاظ کہتے تھے (یعنی بعض اوقات نہیں کہتے تھے) میرے والد نے فرمایا کہ وکیع ان الفاظ کو اپنی طرف سے کہتے تھے اور اشجعی نے اس حدیث میں کہا کہ پہلی مرتبہ میں ہاتھ اٹھائے اور عبداللہ بن ادریس نے جب عاصم بن کلیب سے یہ روایت نقل کی ہے تو اس میں لا یعود کے الفاظ نہیں کہے ہیں چنانچہ میرے استاذ یحی بن آدم کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ادریس نے مجھے عاصم بن کلیب سے یہ روایت لکھوائی تو وہ اس طرح تھی:

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز سکھائی پس تکبیر کہی اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رکوع کیا اور رکوع میں تطبیق کی جب سعد رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا میرے بھائی عبداللہ سچ کہ رہے ہیں لیکن ہم یہ تطبیق پہلے زمانے میں کرتے تھے پھر اللہ کے رسول نے ہمیں گھٹنوں کے پکڑنے کا حکم دیا۔

میرے والد نے فرمایا کہ عاصم کی حدیث یہ ہے اور وکیع کے الفاظ اس کے علاوہ ہیں اور وکیع حدیث کے یاد کرنے میں اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

امام احمد کے اس کلام میں چار باتیں قابل غور ہیں۔

۱- ابوعبدالرحمٰن الضریر کہتے تھے کہ وکیع بسا اوقات لا یعود کے الفاظ کہتے تھے (یعنی بعض اوقات نہیں کہتے تھے)

۲- وکیع ان الفاظ کو اپنی طرف سے کہتے تھے

۳- اشجعی نے اس حدیث میں کہا کہ پہلی مرتبہ میں ہاتھ اٹھائے

۴- عبداللہ بن ادریس کی روایت کو وکیع کے مقابلے میں ترجیح دینا

جہاں تک تعلق ہے پہلی بات کا تو کبھی لا یعود کو نقل نہ کرنا یہ اس روایت میں ان الفاظ کے عدم ثبوت کی دلیل نہیں کیونکہ محدثین کی عادت ہے بسا اوقات یہ حضرات حسب

ضرورت روایت کومختصر کردیتے ہیں کما لا یخفی علی من لہ ذوق فی الحدیث۔اسی بنیاد پر وکیع بن الجراح جب کسی مجلس میں صرف پہلے مقام پر رفع الیدین کے ثابت کرنے کی ضرورت محسوس کرتے تو روایت کومختصر کرتے لا یعود کے الفاظ کوذکر نہ کرتے اور جب کسی مجلس میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کی نفی کرنے کی ضرورت محسوس کرتے تو اس روایت کومکمل لا یعود کے الفاظ کے ساتھ نقل کرتے لہٰذا کسی موقع پر روایت کومختصر نقل کرنا اس کی تفصیل کے منافی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری بات کا تو اس کے دو جوابات ہیں۔

۱-جب وکیع بن الجراح سب کے نزدیک ثقہ ہے خصوصا امام احمد بن حنبل کے ہاں تو ثقہ ومتقی ہے چنانچہ اس کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ: مَا رَأَيتُ أَحداً أَوعَى لِلُعِلمِ وَلاَ أَحفَظَ مِنُ وَكِيعٍ.قُلتُ: كَانَ أَحمَدُ يُعَظِّمُ وَكِيعاً، وَيُفَخِّمُهُ.قَالَ مُحَمَّدُ بنُ عَامِرٍ المَصِّيصِيُّ: سَأَلُتُ أَحُمَدَ: وَكِيعٌ أَحَبُّ إِلَيكَ أَوُ يَحُيَى بنُ سَعِيدٍ؟فَقَالَ: وَكِيعٌ.قُلتُ: كَيفَ فَضَّلتَه عَلَى يَحُيَى، وَيَحُيَى وَمَكَانُه مِنَ العِلُمِ وَالحِفُظِ وَالإِتقَانِ مَا قَدُ عَلِمتَ؟قَالَ:وَكِيعٌ كَانَ صَدِيُقاً لِحَفُصِ بنِ غِيَاثٍ، فَلَمَّا وَلِيَ القَضَاءَ، هَجَرَهُ، وَإِنَّ يَحُيَى كَانَ صَدِيُقاً لِمُعَاذِ بنِ مُعَاذٍ، فَلَمَّا وَلِيَ القَضَاءَ، لَمُ يَهُجُرُه يَحُيَى. (۱)

میں نے وکیع سے بڑھ کر کسی کوبھی علم کی حفاظت کرنے والا اور احفظ یعنی زیادہ یاد داشت والا نہیں دیکھا ذہبی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل وکیع کی بہت تعظیم کرتے تھے۔محمد بن عامر المصیصی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ کو وکیع زیادہ محبوب ہے یا یحی بن سعید؟ تو امام احمد نے کہا وکیع۔میں نے پوچھا کیوں جبکہ یحی کا علمی مقام اور حافظہ

(۱) سیر اعلام النبلاء للذہبی (متوفی ۷۴۸)ج ۹ ص:۱۴۴ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ

آپ کو معلوم ہے تو حضرت نے فرمایا یہ اس لیے کہ اس کے دوست حفص بن غیاث کو جب قضا کا عھدہ ملا تو اس نے اس سے دوستی ہی ختم کر دی لیکن جب یحی کے دوست معاذ بن معاذ کو قضا کا عھدہ ملا تو اس نے اس سے دوستی ختم نہیں کی۔

تو ایسے ثقہ و متقی راوی کی طرف بلا دلیل یہ نسبت کرنا کہ وکیع یہ الفاظ اپنی طرف سے کہتے تھے انتہائی نامناسب ہے۔لہذا یہ کلام مردود ہے۔جیسے کہ زبیر علی زئی صاحب ایک مقام پر کہتے ہیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابوحاتم اور امام بیہقی نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری امام ابوحاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جا سکتا ہے؟ ❶

میں بھی کہتا ہوں کہ جب وکیع امام احمد بن حنبل کے نزدیک ثقہ و امام ہے تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر جھوٹ بنانے یا غلطی کرنے والا قرار دیا جا سکتا ہے۔

۲-اس حدیث میں لا یعود کے الفاظ کو نقل کرنے میں وکیع متفرد بھی نہیں ہے کیونکہ نسائی میں لم یعد کے الفاظ کو امام عبداللہ بن مبارک نے بھی نقل کیا ہے تو کیا عبداللہ بن مبارک بھی یہ الفاظ اپنی طرف سے نقل کرتے تھے؟ حاشا وکلا۔

اور جہاں تک تعلق ہے تیسری بات کا تو اشجعی اگر چہ یہ الفاظ نقل نہ بھی کرے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اشجعی سے اوثق رواۃ مثلا وکیع بن الجراح اور ابن مبارک اس لا یعود کی زیادتی نقل کرتے ہیں۔اور زیادۃ الثقہ مقبول ہوتی ہے جیسے کہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ایک صحیح روایت میں کسی بات کا ذکر ہو اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو یہ کوئی جرح نہیں ....ثقہ کی زیادت، محدثین کا ہاں مقبول ہوتی ہے۔ ❷

---

❶ مسئلہ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص:۴۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❷ جزء رفع الیدین مترجم لزبیر علی زئی ص:۳۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

اس طرح میں بھی کہتا ہوں کہ جب وکیع اور عبداللہ بن مبارک کی بیان کردہ صحیح روایت میں لا یعود کی زیادتی موجود ہے تو اشجعی کی روایت میں مذکور نہ ہونا یہ نفی کی دلیل نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے چوتھی بات یعنی عبداللہ بن ادریس کی روایت کو وکیع کی روایت پر ترجیح دینے کا تو یہ ترجیح کی صورت اس وقت پیش آتی جب وکیع کی روایت عبداللہ بن ادریس کی روایت کے خلاف ہوتی جبکہ یہاں وکیع کی روایت میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کی نفی (لا یعود کے ساتھ) ہے اور ابن ادریس کی روایت میں دیگر مقامات کا تذکرہ نہیں گویا کہ وکیع کی روایت میں وہ زیادت ہے جو ابن ادریس کی روایت میں نہیں تو جمہور محدثین کے ہاں اصول ہے کہ ثقہ کی زیادت قبول ہے۔ لہٰذا امام احمد کی جرح محدثین کے اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ جیسے کہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

لہٰذا حافظ ابن عبدالبر کا قول اصول حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ❶

اور یہ جرح امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں اس طرح نقل کی ہے:

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ قَالَ: نَظَرْتُ فِي كِتَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ لَيْسَ فِيهِ: ثُمَّ لَمْ يَعُدْ. فَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّ الْكِتَابَ أَحْفَظُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لِأَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا حَدَّثَ بِشَيْءٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْكِتَابِ فَيَكُونُ كَمَا فِي الْكِتَابِ. ❷

احمد بن حنبل اپنے استاذ یحیٰ بن آدم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں یہ حدیث دیکھی جو عاصم بن کلیب سے مروی ہے اس کتاب میں لم یعد کے الفاظ نہیں تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں یوں یعنی بغیر لم یعد کے زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ بسا اوقات کوئی شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے پھر جب کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے تو

---

❶ مسئلہ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص: ۵۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ **قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ص ۲۸ ناشر دار الارقم الکویت**

کتاب میں اسی طرح پاتا ہے جس طرح بیان کی تھی۔

امام بخاری یہاں کہنا یہ چاہتے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے لم یعد کی زیادت اگر چہ اس کے شاگرد سفیان ثوری کی روایت میں موجود ہے لیکن عبداللہ بن ادریس کی روایت میں یہ زیادت نہیں اور زیادہ صحیح حدیث عبداللہ بن ادریس کی ہے جو لم یعد کی زیادت سے خالی ہے۔

جواب: اولاً تو عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں لم یعد کا نہ لکھا ہونا یہ اس حدیث میں ان الفاظ کے نہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان الفاظ کے لکھنے سے پہلے کوئی عذر پیش آیا ہو اور پھر لکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو لیکن اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ عبداللہ بن ادریس کی روایت میں لم یعد کے الفاظ نہیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ سفیان ثوری ثقہ امام کی روایت میں لم یعد کی زیادت موجود ہے اور جمہور محدثین کے ہاں زیادت الثقۃ مقبول ہے لہٰذا امام بخاری کی یہ جرح صرف جمہور محدثین ہی نہیں بلکہ اپنے اس اصول کے بھی خلاف ہے جسے حضرت نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اس لیے مردود ہے۔ البتہ بخاری کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ، وَالمُفَسَّرُ يَقْضِي عَلَى المُبْهَمِ، إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبَتِ ❶

اور زیادت قبول ہے اور حدیث مفسر مبہم کا فیصلہ کرتی ہے جب اس کو ثقہ رواۃ نقل کریں۔

جیسے کہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

لہٰذا حافظ ابن عبد البر کا قول اصول حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ❷

۴- ابوحاتم کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں ابوحاتم رازی (متوفی ۲۷۷) نے کہا:

هَذَا خطأٌ؛ يُقَالُ: وَهِمَ فِيهِ الثَّوْرِيُّ، وَرَوَى هَذَا الحديثَ عَنْ عاصمٍ جماعةٌ فَقَالُوا كلُّهم: إنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم افتتَحَ، فَرَفَعَ يديه ثُمَّ

❶ صحيح البخاری لمحمد بن اسماعيل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج ۲ ص: ۱۲۶ ناشر دار طوق النجاۃ ❷ مسئلہ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص: ۵۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

رَكَعَ، فطبَّق، وجَعَلَها بَيْنَ رُكْبَتَيهِ. وَلَمْ يقُلْ أحدٌ ما رواه الثوريُّ ❶

یہ حدیث خطا ہے کہا جاتا ہے کہ (سفیان) ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔ [علل الحدیث ج ا ص:۹٦ ح ۲۵۸]

جواب: اولاً تو ابوحاتم متشدد ہیں جیسے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قلت: قد علم تعنت أبي حاتم في الرجال، وإلا فالشيخان قد احتجا به. ❷

میں کہتا ہوں اس سے ابوحاتم کا ضد اور ہٹ دھرمی معلوم ہوگئی کیونکہ اس نے اس راوی پر جرح کی ہے جس سے بخاری مسلم نے استدلال کیا ہے۔

لہٰذا جب بقول ذہبی یہ ضدی قسم کا آدمی ہے تو سفیان ثوری کی اس صحیح حدیث کو اس کی جرح کی بنیاد پر کیسے ضعیف سمجھا جاسکتا ہے؟

نیز زبیر صاحب کے استاذوں کے استاذ محمد صاحب گوندلوی بھی لکھتے ہیں:

جرح کرنے والا اگر متعنت اور متشدد ہو تو اس کی توثیق تو معتبر ہے جرح معتبر نہیں ۔...... متشددین میں ابوحاتم (ان میں سے ایک ہیں) ❸

ثانیاً: یہ روایت ثوری کی خطا نہیں بلکہ ابوحاتم کی جرح خطا پر مشتمل ہے وہ اس طرح کہ ابوحاتم اس عبارت میں سفیان ثوری کے خطا کی وجہ یہ بتا رہے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے اس روایت کو ایک جاعت نے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس روایت میں لم یعد کے

---

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ **تذكرة الحفاظ لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبي (متوفى ۷۴۸) ج ۲ ص؛ ۸ ناشر دار الكتب العلمية بيروت** ❸ خیر الکلام لمحمد گوندلوی ص:٤٦ ناشر مکتبہ نعمانیہ

الفاظ نقل نہیں کیے ہیں صرف سفیاں ثوری نے نقل کیے ہیں تو یہ بات تحقیق کے میدان میں غلط ہے کیونکہ اس روایت کو جو ابو حاتم نے یہاں نقل کی ہے ان الفاظ کے ساتھ عاصم بن کلیب سے صرف عبداللہ بن ادریس نے نقل کی ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام سامنے نہیں آیا لہٰذا جماعت کی طرف نسبت کرنا ابو حاتم کی خطا ہے۔

یہاں صرف اتنی بات ہے کہ عاصم بن کلیب سے جب اس روایت کو عبداللہ بن ادریس نقل کرتے ہیں تو لم یعد کے الفاظ نقل نہیں کرتے ہاں سفیان ثوری لم یعد کی زیادت کو نقل کرتے ہیں تو ہم پہلے کہ چکے ہیں کہ ثقہ کی زیادت قبول ہے۔

تنبیہ: زبیر صاحب نے ابو حاتم کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکیٹ میں جو اختصار کا لفظ لگایا ہے یہ زبیر صاحب نے اپنی فیکٹری سے بنایا ہے ابو حاتم کی اس عبارت میں اس لفظ کا نام ونشان نہیں نیز کسی بھی محدث سے یہ وضاحت ثابت نہیں ہے کہ سفیان کو اس روایت کے اختصار میں وہم ہوا ہے حق بات یہ ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی یہ روایت جو تطبیق کے سلسلے میں ہے یہ اور ہے اور سفیان ثوری کی روایت اور ہے لہٰذا کسی کی روایت کسی کے خلاف نہیں ہے۔ تطبیق والی روایت اپنی جگہ پر صحیح ہے اور ترک رفع الیدین یعنی لم یعد والی روایت اپنی جگہ پر صحیح ہے۔

۵-امام دارقطنی کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: الامام دارقطنی (متوفی ۳۵۴) نے اسے غیر محفوظ قرار دیا۔[دیکھیے **العلل للدار قطنی ج۵ ص: ۳۷ مسئلہ ۸۰۴**] ❶

جواب: اولاً: امام دارقطنی نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور متن میں[**لم یعد**] کے لفظ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَفِيهِ لَفْظَةٌ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، ذَكَرَهَا أَبُو حُذَيْفَةَ فِي

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

حَدِيثِهِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، وَهِيَ قَوْلُهُ: " ثُمَّ لَمْ يَعُدْ". ❶

اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن اس میں ایک لفظ ثم [**لم یعد**] غیر محفوظ ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ زبیر صاحب سند کے سلسلے میں امام دارقطنی کے فیصلے پر اعتماد نہیں کرتے کیونکہ زبیر صاحب نے اس حدیث کی سند کو سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف بتایا ہے لیکن متن کے بارے میں امام دارقطنی کے فیصلے پر اعتماد کرتے ہیں اور اسے غیر محفوظ قرار دیتے ہیں۔

ثانیاً: یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ جب اس کی پسندیدہ روایت پر امام بخاری جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث اور ابو حاتم و بیہقی غیر محفوظ کی جرح کرتے ہیں تو وہاں اس جرح کو غیر مفسر کرار دے کر رد کرتے ہیں لیکن جب امام دارقطنی عبداللہ بن مسعود کی حدیث پر یہی جرح کرے تو اس جرح کو مفسر قرار دے کر ضعیف کہتے ہیں ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔البتہ زبیر صاحب کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح غیر مفسر ہے جبکہ اس حدیث کے تمام راوی امام بخاری امام ابو حاتم اور امام بیہقی کے نزدیک ثقہ ہیں تو اسے کس دلیل کی بنیاد پر غیر محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے؟ ❷

لہذا ہم بھی کہتے ہیں کہ امام دارقطنی کی یہ جرح غیر مفسر ہے اس لیے مردود ہے۔

٦-ابن حبان کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴) نے (کتاب) الصلاۃ میں کہا:

❶ **العلل الواردة للدار قطنی (متوفی ۳۸۵) ج۵ ص: ۱۷۲ ناشر دار طیبة –ریاض**

❷ مسئلہ فاتحہ خلف الامام لزبیر علی زئی ص: ۴۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہیں۔ ❶

جواب: اولاً: ابن حبان جرح میں متشدد شمار کیے جاتے ہیں اس لیے اس کی جرح کا اعتبار نہیں کیا جائیگا جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فيتأمل هذا، فإن ابن حبان صاحب تشنيع و شغب. ❷

پس اس کے متعلق غور و فکر کیا جائے اس لیے کہ ابن حبان طعنہ باز اور فتنہ انگیز ہے۔

ثانیاً: غلطیاں کرتے ہیں: چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد ذكره أبو عمرو بن الصلاح فی طبقات الشافعية، وقال: ربما غلط الغلط الفاحش فی تصرفاته ❸

ابو عمرو بن صلاح نے اس کے متعلق طبقات الشافعیۃ میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے تصرفات میں بہت بری غلطیاں کی ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں اس روایت میں بلاوجہ علتیں نکالنا ان کی غلطیوں میں سے ہے۔

ثالثاً: غیر مقلد علماء نے بھی ابن حبان کے اس قول کو رد کیا ہے چنانچہ احمد محمد شاکر غیر مقلد لکھتے ہیں:

و هذا الحديث صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث صحيح وما قالوه فی تعليله ليس بعلة ❹

اس حدیث کو ابن حزم اور دیگر حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور

---

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ ميزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۱ ص: ۲۹۰ ناشر دار المعرفة بيروت ❸ تذكرة الحفاظ للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۹۰ ناشر دار الكتب العلميه ❹ سنن الترمذی بتحقيق احمد محمد شاكر ج ۲ ص: ۱۴۱ ناشر مكتبة و مطبعة مصطفى البابی

وہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

اور شعیب الارنؤط اور محمد زہیر الشاویش غیر مقلد یہ دونوں حضرات شرح السنہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

حسنه الترمذی و صححه غیر واحد من الحفاظ وما قالوه فی تعلیله لیس بعلة❶

اس حدیث کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہے اور حفاظ میں سے بہت سارے حفاظ حدیث نے اس کو صحیح قرار دیا ہے ور وہ جو بعض لوگوں نے اس میں کوئی علت بیان کر کے ضعیف کرنے کی کوشش کی ہے وہ درحقیقت کوئی علت نہیں۔

رابعا: یہ جرح غیر مفسر ہے کیونکہ ابن حبان نے وہ علتیں بیان نہیں کی ہیں کہ وہ کونسی علتیں ہیں جو اس روایت کو باطل کرتی ہیں۔اس لیے یہ جرح مردود ہے۔

۷-امام ابوداؤد کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد سجستانی (متوفی ۲۷۵) نے کہا **هٰذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس هو بصحیح علیٰ هذا اللفظ**[سنن ابی داؤد نسخه حمصیة ج ا ص:۴۷۸ ح۷۴۸]❷

جواب: اولاً: امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس جرح کا ثبوت مشکوک ہے کیونکہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں اگرچہ یہ جرح موجود ہے لیکن متداول نسخوں میں موجود نہیں ہے تو جب اس جرح کے ثبوت میں شک واحتمال آ گیا تو اس سے استدلال بھی باطل ہو گیا کیونکہ متفق

❶شرح السنة بتحقیق شعیب الارناؤط و محمد زهیر الشاویش ج۳ ص:۲۴ ناشر المکتب الاسلامی بیروت ❷نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

علیہ قاعدہ ہے[اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال] جیسے کہ شمس الحق غیر مقلد نے اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے: اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

(يُشِيرُ بِكَفَّيْهِ) أَیْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ (حِينَ يَقُومُ) لِلصَّلَاةِ وَيَسْتَفْتِحُ (وَحِينَ يَسْجُدُ) اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِی السُّجُودِ لكن الاستدلال به عليه نام لِأَنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ حِينَ يَسْجُدُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لِلسُّجُودِ كَمَا فِی الرِّوَايَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَإِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ ❶

عبد الرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَأَمَّا حَدِيثُ مَرْوَانَ الْأَصْغَرِ فَهُوَ أَيْضًا لَا يَدُلُّ على نسخ ذلک القانون لأن قول بن عُمَرَ فِيهِ إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِکَ فِی الْفَضَاءِ يُحْتَمَلُ أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ ذَلِکَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْتَمَلُ أَنَّهُ قَالَ ذَلِکَ اسْتِنَادًا إِلَى الْفِعْلِ الَّذِی شَاهَدَهُ وَرَوَاهُ فَكَأَنَّهُ لَمَّا رَأَى النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی بَيْتِ حَفْصَةَ مُسْتَدْبِرًا الْقِبْلَةَ فَهِمَ اخْتِصَاصَ النَّهْیِ بِالْبُنْيَانِ فَلَا يَكُونُ هَذَا الْفَهْمُ حُجَّةً فَإِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ ❷

قاضی شوکانی غیر مقلد نے اسی قاعدے سے استدلال کیا ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَمَعَ الِاحْتِمَالِ يَسْقُطُ الِاسْتِدْلَال. ❸

---

❶عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (۱۳۲۹)ج۲ ص: ۳۰۹ ناشر دار الکتب العلمیة ❷تحفة الاحوذی لعبد الرحمٰن مبارکفوری (متوفی ۱۳۵۳)ج۱ ص: ۴۹ ناشر دار الکتب العلمیة❸نیل الاوطار لمحمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰)ج۱ ص: ۲۴۶ ناشر دار الحدیث مصر

ثانیا: ابن قطان فاسی نے ابوداؤد کی اس جرح کو اس کا وہم قرار دیا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَالَّذِی توهمه أَبُو دَاوُد: من أَنه مُخْتَصر، قد بَين متوهمه من ذَلِک فِی كِتَابه، بإتباعه إِيَّاه حَدِيث ابْن إِدْرِيس، وَرِوَايَته لَهُ عَن عَاصِم بن كُلَيْب قَالَ أَبُو دَاوُد: حَدثنَا عُثْمَان بن أبی شيبَة، قَالَ: حَدثنَا وَكِيع، عَن سُفْيَان، عَن عَاصِم بن كُلَيْب، عَن عبد الرَّحْمَن بن الْأسود، عَن عَلْقَمَة قَالَ: قَالَ عبد الله بن مَسْعُود: أَلا أُصَلِّی بكم صَلَاة رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فصلى فَلم يرفع يَده إِلَّا مرّة. قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا الحَدِيث مُخْتَصر من حَدِيث طَوِيل، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيح على هَذَا اللَّفْظ، حَدثنَا عُثْمَان بن أبی شيبَة، حَدثنَا عبد الله بن إِدْرِيس، عَن عَاصِم بن كُلَيْب، عَن عبد الرَّحْمَن بن الْأسود، عَن عَلْقَمَة، قَالَ عبد الله: علمنَا رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاة: فَكبر وَرفع يَدَيْهِ فَلَمَّا ركع، طبق يَدَيْهِ بَين رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَبلغ ذَلِک سَعْدا فَقَالَ: صدق أخی، قد كُنَّا نَفْعل هَذَا، ثمَّ أمرنَا بِهَذَا يَعْنِی الْإِمْسَاک على الرُّكْبَتَيْنِ ❶

ثالثاً: اس جرح کا بنیاد اس بات پر ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی روایت میں یہ زیادت موجود نہیں اور ہم ماقبل میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ جرح فاسد ہے لہٰذا فاسد پر مبنی جرح بھی فاسد ہے۔

۸- یحیٰ بن آدم کا کلام اور اس کا جواب

یحیٰ بن آدم (متوفی ۲۰۳) [دیکھیے جزء رفع الیدین ص: ۳۲] ❷

❶ بیان الوهم والایهام لابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸) ج۳ ص: ۳۶۶ ناشر دار طیبة—الریاض ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۱ ناشر مکتبہ اسلامیہ

جواب: یحی بن آدم کی جرح کا جواب جرح نمبر۳ یعنی امام احمد بن حنبل کی جرح کے ضمن میں گذر چکا ہے وہاں دوبارہ دیکھیے ۔

۹- امام بزار کا کلام اور اس کا جواب

زبیر علی زئی لکھتے ہیں: ابوبکر احمد بن عمرو البزار (متوفی ۲۹۲) نے اس حدیث پر جرح کی۔ [البحر الزخار ج۵ ص:۴۷ ح۱۶۰۸] ❶

جواب: اولاً: امام بزار نے یہ جرح حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت پر نہیں کی ہے جس میں پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر مقامات میں لم یعد کے لفظ کے ساتھ یا لم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ کے الفاظ کے ساتھ رفع الیدین کی نفی ہے بلکہ امام بزار نے یہ جرح حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت پر کی ہے جو تطبیق کے متعلق ہے لہٰذا تطبیق والی روایت پر کی ہوئی جرح کو ترک رفع الیدین والی روایت پر منطبق کرنا انصاف کو پاش پاش کرنا ہے البتہ وہ اصلی کلام ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الضُّبَعِيُّ، قَالَا: نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، وَعَاصِمٌ فِي حَدِيثِهِ اضْطِرَابٌ، وَلَا سِيَّمَا فِي حَدِيثِ الرَّفْعِ ذَكَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، وَرَوَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَرَوَى عَنْ

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِکَ أَيْضًا، وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَآهُ يَرْفَعُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

قارئین کرام اس عربی عبارت کو بابار پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا یہاں پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس روایت کا کوئی تذکرہ ہے جس سے ہم نے استدلال کیا ہے ہرگز نہیں۔

ثانیاً: اس عبارت میں امام بزار نے عاصم بن کلیب کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ اس کی حدیث میں (ویسے بھی)اضطراب ہوتا ہے (یعنی مضطرب الحدیث ہے) خصوصا رفع الیدین والی روایت میں تو اضطراب ہے ہی۔اب زبیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا آپ عاصم بن کلیب کے متعلق امام بزار کا فیصلہ تسلیم کرکے اس کو مضطرب الحدیث ماننے کے لیے تیار ہو؟ ہرگز نہیں کیوں کہ عاصم بن کلیب کو مظ رب الحدیث ماننے والی صورت میں آپ کی گاڑی بھی نہیں چلے گی آپ نے اپنی گاڑی چلانے کے لیے عاصم بن کلیب کو کئی مقامات پر ثقہ لکھا ہے جیسے کہ جزء رفع الیدین ص:۵۲ میں آپ نے عاصم بن کلیب کی حدیث کو صحیح لکھا ہے تو جب آپ خود امام بزار کا فیصلہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوسکتے تو دوسروں پر کیوں الزام قائم کرتے ہو؟

ثالثاً: اس عبارت میں امام بزار نے عاصم بن کلیب کی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد والی رفع الیدین کی روایت کو بھی مضطرب قرار دیا ہے لیکن آپ کو اس کے متعلق یہ جرح نظر نہیں آئی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک رفع الیدین والی روایت جس کا یہاں پر ذکر تک نہیں آپ نے اس جرح کو اس کے ساتھ منطبق کردیا ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

۱۰-محمد بن وضاح کا کلام اور اس کا جواب:

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

محمد بن وضاح (متوفی ۲۸۹) نے ترک رفع یدین کی تمام احادیث کوضعیف کہا [التمھید ج ۹ ص: ۲۲۱ وسندہ قوی] ❶

جواب: محمد بن وضاح کی یہ جرح غیر مفسر ہے جیسے کہ حافظ زبیرعلی صاحب کے استاذوں کے استاذ محمد صاحب گوندلوی لکھتے ہیں:

یہ جرح بھی غیر مفسر ہے کہ فلاں راوی ضعیف ہے اور ضعف کی وجہ بیان نہ کریں۔ ❷

میں بھی کہتا ہوں کہ محمد بن وضاح نے چونکہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بیان نہیں کی ہے اس لیے مردود ہے۔ البتہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

مُحَمَّدَ بْنَ وَضَّاحٍ يَقُولُ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رفع اليدين ثم لا يعود ضعيفة كُلُّهَا ❸

نیز جب بن سعد کاتب الواقدی نے عبدالاعلیٰ راوی پر جرح کی کہ [**لم يكن بالقوى فى الحديث**] یعنی یہ حدیث میں قوی نہیں (بلکہ کمزور وضعیف ہے) تو زبیرعلی زئی نے اس جرح کو حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے غیر مفسر قرار دے کر رد کر دیا۔ دیکھیے: ❹

۱۱-امام بخاری کا کلام اور اس کا جواب:

زبیرعلی زئی لکھتے ہیں:

امام بخاری (متوفی ۲۵٦) دیکھیے جزء رفع الیدین۔ ❺

جواب: امام بخاری کے کلام کا جواب امام احمد رحمہ اللہ کے کلام نمبر ۳ کے تحت گذر چکا ہے۔

---

❶ نور العینین لزبیرعلی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ خیر الکلام لمحمد گوندلوی ص: ۴۴ ناشر مکتبہ نعمانیہ

❸ **التمهيد لما فى المؤطا لابن عبد البر (متوفى ٤٦٣) ج ٩ ص: ٢٢١ ناشر وزارة عموم الاوقاف**

❹ نور العینین لزبیرعلی ص: ۹۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❺ نور العینین لزبیرعلی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

۱۲-ابن القطان الفاسی کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

ابن القطان الفاسی (متوفی ٦٢٨) سے زیلعی حنفی نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس زیادت (دوبارہ نہ کرنے) کو خطا قرار دیا۔[نصب الرایۃ ج ۱ ص: ۳۹۵] ❶

جواب: ابن قطان فاسی کی کتاب بیان الوہم والا یہام میں اس جرح کا نام ونشان نہیں جیسے کہ زبیر صاحب خود بھی اقرار کرتے ہیں کہ مجھے یہ کلام بیان الوہم والا یہام میں نہیں ملا (ج ۳ ص: ۳٦۵ تا ۳٦۷ فقرہ ۱۱۰۹) تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے۔ ❷

رہی بات اشارے کی تو اشارہ خود مبہم چیز ہوتا ہے جس سے یقینی طور پر کوئی چیز معلوم نہیں ہوسکتی ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ابن قطان فاسی کے اس کلام میں جرح کرنے والوں پر رد ہے چنانچہ ابن قطان ابوداؤد کی جرح [**لیس بصحیح علیٰ ھٰذا اللفظ**] کو وہم قرار دے رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِی توهمه أَبُو دَاوُد: من أَنه مُخْتَصر، قد بَين متوهمه من ذَلِک فِی كِتَابه، بإتباعه إِيَّاه حَدِيث ابْن إِدْرِيس، وَرِوَايَته لَهُ عَن عَاصِم بن كُلَيْب. قَالَ أَبُو دَاوُد: حَدثنَا عُثْمَان بن أبی شيبَة، قَالَ: حَدثنَا وَكِيع، عَن سُفْيَان، عَن عَاصِم بن كُلَيْب، عَن عبد الرَّحْمَن بن الْأسود، عَن عَلْقَمَة قَالَ: قَالَ عبد الله بن مَسْعُود: أَلا أُصَلِّی بكم صَلَاة رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فصلى فَلم يرفع يَده إِلَّا مرّة. قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا الحَدِيث مُخْتَصر من حَدِيث طَوِيل، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيح على هَذَا اللَّفْظ، حَدثنَا عُثْمَان بن أبی شيبَة، حَدثنَا عبد الله بن إِدْرِيس، عَن عَاصِم بن كُلَيْب، عَن عبد الرَّحْمَن بن

---

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

الْأسود،عَن عَلْقَمَة، قَالَ عبد الله:علمنَا رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاة: " فَكبر وَرفع يَدَيْهِ، فَلَمَّا ركع، طبق يَدَيْهِ بَين رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَبلغ ذَلِك سَعْدا فَقَالَ:صدق أخي،قد كُنَّا نَفْعل هَذَا، ثمَّ أمرنَا بِهَذَا يَعْنِي الْإِمْسَاك على الرُّكْبَتَيْنِ فَمن هَذَا زعم أَبُو دَاوُد أَنه اختصر حَدِيث وَكِيع، فتشبج مَعْنَاهُ وكما فعل أَبُو دَاوُد فعل أَحْمد بن حَنْبَل فِي هَذَا الحَدِيث،من مُعَارضَة رِوَايَة وَكِيع عَن الثَّوْريّ،بِرِوَايَة ابْن إِدْرِيس.

وہ جو ابوداؤد کو وہم ہوا ہے کہ اس نے کہا کہ یہ حدیث مختصر کی گئی ہے تو اس نے اپنے وہم پر دلیل یوں پیش کیا کہ ابو داود نے سفیان کی روایت کے بعد عبد اللہ بن ادریس کی روایت لائی (جس میں پہلی تکبیر میں رفع الیدن کا ذکر ہے اور پھر دوبارہ نہ کرنے کا ذکر نہیں ۔)اور جس طرح ابوداؤد نے کیا ہے (یعنی وکیع کی روایت کو عبداللہ بن ادریس کی روایت کے معارض سمجھا ہے)اسی طرح احمد بن حنبل نے بھی وکیع عن الثوری کی روایت کو عبداللہ بن ادریس کی روایت کے معارض سمجھا ہے (لہٰذا احمد بن حنبل کو بھی وہم ہوا ہے)

آگے ابن قطان لکھتے ہیں:

وَالَّذِي فعله أَبُو مُحَمَّد من إِبْهَام عِلّة هَذَا الحَدِيث،والإحالة بهَا على مُحَمَّد بن نصر يُوهم أَن عِنْده فِيهِ مزيدا،وَلَيْسَ كَذَلِك.والْحَدِيث عِنْدِي لعدالة رُوَاته أقرب إِلَى الصِّحَّة، وَمَا بِهِ عِلّة سوى مَا ذكرت.❶

وہ جو ابومحمد نے اس حدیث میں مبہم علتیں بتائی ہیں اور ان کو محمد بن نصر کی طرف منسوب کیا ہے اس سے تو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں مزید بھی علتیں ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں میرے نزدیک یہ حدیث راویوں کی عدالت کی وجہ سے صحت کے قریب (یعنی

❶بيان الوهم والايهام لابن القطان الفاسى (متوفى ۶۲۸)ج۳ ص:۳۶۷ ناشر دار طيبة–الرياض

حسن ہے)اوراس میں کوئی علت نہیں ہے سوائے اس کے جو میں نے ذکر کی (وہ علت ابو داود سے ذکر کی تھی جس کو ابوداود کا وہم قرار دیا)

رہی بات زیلعی رحمہ اللہ کی تو زیلعی سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی ہے بقول زبیر علی زئی انسان خطا کا پتلہ ہے دیکھیے [جزء رفع الیدین ص:۲۶] لہٰذا بقول ذہبی رحمہ اللہ[و كل أحد يؤخذ من قوله ويترک إلا رسول الله]❶

۱۳-عبدالحق الاشبیلی کا کلام اوراس جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:عبدالحق الاشبیلی نے کہا ''لایصح'' الاحکام الواسطی ج۱ ص:۳۶۷]❷

جواب:اولاً توصحیح کی نفی حسن کی نفی کو مستلزم نہیں ہے جیسے کہ غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

فمعنى لم يصح ولم يثبت واحد وهو نفي السند الصحيح فيبقى تحته السند الحسن❸

[لم يصح] اور[لم يثبت]کا معنی ایک ہی ہے یعنی یہ سند صحیح نہیں بلکہ حسن ہے۔

ثانیاً:عبدالحق صاحب نے صحیح نہ ہونے کی وجہ بیان نہیں کی ہے اس لیے جرح غیر مفسر لہٰذا مردود ہے۔

۱۴-ابن الملقن کا کلام اوراس کا جواب:

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

❶تذكره الحفاظ للذهبي (متوفى ۷۴۸)ج۳ ص: ۱۲۳۱ ناشر دار الكتب العلمية

❷ نورالعینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۳ناشر مکتبہ اسلامیہ❸غنية الالمعي لشمس الحق مع المعجم الصغير ج۲ ص:۱۵۸ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

ابن الملقن (متوفی ۸۰۴) نے اسے ضعیف کہا[البدر المنیر ج ۳ ص: ۴۹۲) ❶

جواب: ابن الملقن نے اس حدیث کے ضعف کے جتنے وجوہات بیان کیے ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں مثلا ابن مبارک نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں امام احمد بن حنبل اور یحی بن آدم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے وغیرہ ان تمام حضرات کے اقوال پر ہم نظر قائم کر کے ان کے اقوال کو فاسد بتا چکے ہیں تو چونکہ ابن الملقن کا کلام بھی اسی فاسد کلام پر مشتمل ہے لہذا یہ[بناء الفاسد على الفاسد]ہے۔ابن الملقن کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَأما (الْجَواب عَن)الحَدِيث الثَّالِث وَهُوَ حَدِيث ابْن مَسْعُود فَهُوَ حَدِيث ضَعِيف أَيْضا،قَالَ الْبَيْهَقِيّ (فِي سنَنه)قَالَ ابْن الْمُبَارك:لم يثبت عِنْدِي حَدِيث ابْن مَسْعُود هَذَا: ❷

۱۵- حاکم کا کلام اور اس کا جواب

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

الحاکم (متوفی ۴۰۵) الخلافیات للبیہقی بحوالہ البدر المنیر ❸

جواب: حاکم کی جرح کا بنیاد اس بات پر ہے کہ عاصم بن کلیب صحیح کے شرائط کا راوی نہیں ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ عاصم بن کلیب کی روایت کو صحیح میں نہیں لایا گیا ہے اس لیے کہ عاصم روایات کو مختصر کرتے تھے اور بالمعنی نقل کرتے تھے لہذا یہ لفظ لم یعد اس روایت میں محفوظ نہیں ہے۔دیکھیے اصلی عبارت:

وَقَالَ الْبَيْهَقِيّ:قَالَ الْحَاكِم:هَذَا الْخَبَر مُخْتَصر من أَصله، وَعَاصِم بن

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ البدر المنير لابن الملقن (متوفى ۸۰۴) ج ۳ ص: ۴۹۲ ناشر دار الهجرة الرياض ❸ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

كُلَيْب يَعْنِي: الْمَذْكُور فِي الْإِسْنَاد الأول لم يخرج حَدِيثه فِي الصَّحِيح، وَذَلِكَ أَنه كَانَ يختصر (الْأَخْبَار) يُؤَدِّيهَا عَلَى الْمَعْنى، وَهَذِه اللَّفْظَة ثمَّ لم يعد غير مَحْفُوظَة فِي الْخَبَر. ❶

جبکہ خود حاکم نے عاصم بن کلیب کی دیگر روایات کو صحیح علی شرط مسلم کہا ہے لہٰذا حاکم سے جرح اور تعدیل کے دونوں قول متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہو گئے جیسے کہ ماقبل میں ذہبی سے یہ اصول نقل ہو چکا ہے۔[تساقط قولاہ]۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ ❷

اگر کوئی کہے کہ امام حاکم کی مراد یہ ہے کہ عاصم بن کلیب صحیح بخاری کا راوی نہیں ہے تو میں جواب میں کہوں گا کیا حدیث کی صحت کے لیے بخاری کا راوی ضروری ہے صحیح مسلم کا ہونا کافی نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ زبیر صاحب کی طرف سے بھی جواب یہی آئے گا کہ صحت حدیث کے لیے بخاری کا راوی ہونا شرط نہیں ہے ورنہ پھر زبیر صاحب کی بھی گاڑی نہیں چلے گی کیونکہ وہ بھی اپنی گاڑی چلانے کے لیے عاصم بن کلیب کو ثقہ مانتے ہیں۔

۱۶-امام نووی کا کلام اور اس کا جواب

النووی (متوفی ۶۷۰) نے کہا: **اتفقوا على تضعيفه** (خلاصۃ الاحکام ج ۱ ص: ۳۵۴ ح ۱۸۰) یعنی امام ترمذی کے علاوہ سب متقدمین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ ❸

❶ البدر المنير لابن الملقن (متوفى ۸۰۴) ج ۳ ص: ۴۹۳ ناشر دار الهجرة الرياض

❷ مستدرك للحاكم (متوفى ۴۰۵) ج ۱ ص: ۳۴۶ ناشر دار الكتب العلمية

❸ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

جواب: محدثین نے امام نووی کی اس بات کو رد کیا ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

وقَالَ النَّوَوِیّ فِی الْخُلَاصَة اتَّفقُوا عَلَی تَضْعِیف هَذَا الْحَدِیث قَالَ الزَّرْکَشِیّ فِی تَخْرِیجه وَنقل الِاتِّفَاق لَیْسَ بجید فقد صَححهُ ابْن حزم والدارَقُطْنِیّ وَابْن الْقطَّان وَغَیْرُهُمْ وَبَوَّبَ عَلَیْهِ النَّسائیّ الرُّخْصَة فِی ترک ذَلِک. قَالَ ابْن دَقِیق فِی الْإِلْمَام: عَاصِم ابْن کُلَیْب ثِقَة أخرج لَهُ مُسْلِم وَعبد الرَّحْمَن أخرج لَهُ مُسْلِم أَیْضا وَهُوَ تَابِعِیّ وثّقه ابْن مَعِین وَغیره انْتهی. وَنقل الْحَافِظ ابْن حُجر أَیْضا فِی تَخْرِیج أَحَادِیث الْهِدَایَة تَصْحِیح هَذَا الْحَدِیث عَنِ ابْن الْقطَّان والدارَقُطْنِیّ❶

نووی نے خلاصۃ الاحکام میں کہا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے زرکشی نے اس کی تخریج میں کہا ہے کہ نووی کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق نقل کرنا اچھی بات نہیں کیونکہ اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور دارقطنی اور ابن قطان وغیرہم نے بھی صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے کہ یہ باب ہے رفع الیدین کے چھوڑنے کی اجازت کے بیان میں اور ابن دقیق العید نے اپنی کتاب الالمام میں کہا ہے کہ عاصم بن کلیب ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے تابعی ہے اسے ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا ہے اور ابن حجر نے تخریج احادیث ھدایہ میں اس حدیث کی ابن قطان اور دار قطنی سے تصحیح نقل کی ہے۔

نیز زبیر صاحب کو بھی اس قول کے غلطی کا احساس تھا اس لیے امام ترمذی کی خود ہی

---

❶ اللآلیء المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة لجلال الدین السیوطی (متوفی ۹۱۱) ج۲ ص: ۱۸ ناشر دار الکتب العلمیة

استثناء کی حالانکہ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ نووی سے پہلے ابن حزم نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا نیز میں کہتا ہوں کہ نووی سے پہلے ابوعلی طوسی متوفی ۳۱۲) نے بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

۱۷- دارمی کا کلام اور اس کا جواب

الدارمی (متوفی ۲۸۰) بحواله تهذيب السنن للحافظ ابن القيم الجوزية (ج۲ ص: ۴۴۹) ❶

جواب: زبیر صاحب یہ جرح نقل کرنے کے فورا بعد لکھتے ہیں:

یہ حوالہ مجھے باسند صحیح نہیں ملا۔ ❷

تو جب امام دارمی تک یہ جرح بقول آپ کے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہی نہیں تو پھر بھی جارحین میں محض بیس کے عدد پورے کرنے کے لیے اس جرح کو شمار کرنا علم وانصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ ابن قیم نے یہ جرح دارمی سے بغیر حوالے کے نقل کی ہے۔ دیکھیے: ❸

۱۸- بیہقی کا کلام اور اس کا جواب

البیہقی (متوفی ۴۵۸) بحوالہ تہذیب السنن (ج۲ص:۴۵۹) وشرح المہذب للنووی (ج۳ص:۴۰۳) ❹

جواب: زبیر صاحب یہ جرح نقل کرنے کے فورا بعد لکھتے ہیں:

یہ حوالہ بھی باسند صحیح نہیں ملا۔ ❺

تو جب امام بیہقی تک یہ جرح بقول آپ کے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہی نہیں تو پھر بھی جارحین میں محض بیس کے عدد پورے کرنے کے لیے اس جرح کو شمار کرنا علم وانصاف

❶ نورالعینین لزبیرعلی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❷ نورالعینین لزبیرعلی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

❸ **تهذيب السنن مع عون المعبود ج۲ ص: ۳۱۸ ناشر دار الكتب العلمية**

❹ نورالعینین لزبیرعلی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❺ نورالعینین لزبیرعلی زئی ص:۱۳۳ ناشر مکتبہ اسلامیہ

کے خلاف ہے۔ کیونکہ ابن قیم نے یہ جرح بیہقی سے بغیر حوالے کے نقل کی ہے۔ دیکھیے: ❶

۱۹- محمد بن نصر مروزی کا کلام اور اس کا جواب

محمد بن نصر المروزی (متوفی ۲۹۴) بحوالہ نصب الرایۃ ج۱ ص:۳۹۵ والاحکام الواسطی لعبد الحق الاشبیلی ج۱ ص:۳۴۷) ❷

جواب: نصب الرایۃ میں زیلعی نے محمد بن نصر سے اس کی کتاب رفع الیدین کے حوالے سے جرح تو نقل کی ہے لیکن جرح کی وجہ بیان نہیں کی ہے اس لیے یہ جرح بھی غیر مفسر ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ البتہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَقَدْ اعْتَنَى الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ بِتَضْعِيفِ هَذِهِ اللَّفْظَةِ فِي كِتَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ ❸

۲۰- ابن قدامہ کا کلام اور اس کا جواب:

ابن قدامہ المقدسی (متوفی ٦٢٠) نے کہا ضعیف [المغنی ج۱ ص:۲۹۵ مسئلہ ۲۹۰] ❹

جواب: ابن قدامہ نے حدیث ابن مسعود کے ضعف کی وجہ عبداللہ بن مبارک کی جرح لم یثبت حدیث ابن مسعود بتائی ہے اور ہ دلائل کے ساتھ اس جرح کو فاسد بتا چکے ہیں لہٰذا یہ جرح چونکہ اس فاسد جرح پر مشتمل ہے اس لیے یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

فَأَمَّا حَدِيثَاهُمُ فَضَعِيفَانِ فَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ ابْنُ

---

❶ تہذیب السنن مع عون المعبود ج۲ ص:۳۱۸ ناشر دار الکتب العلمیۃ وشرح المہذب للنووی (متوفی ٦٧٦) ج۳ ص:۴۰۳ ناشر دار الفکر ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❸ نصب الرایۃ لجمال الدین زیلعی (متوفی ٧٦٢) ج۱ ص:۳۹۵ ناشر مؤسسۃ الریان ❹ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۳۴ ناشر مکتبہ اسلامیہ

الْمُبَارَكِ: لَمْ يَثْبُتْ. ❶

حدیث ابن مسعود کے متن پر بحث

حدیث ابن مسعود میں رکوع کے رفع الیدین کی نفی

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں: سفیان ثوری کی اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے لہٰذا یہ روایت مجمل ہے۔ ❷

جواب: اولاً: نسائی، ترمذی اور طحاوی کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں پہلی دفعہ کے علاوہ اور کسی بھی مقام میں رفع الیدین نہیں ہوتی تھی تو ظاہر ہے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین نہیں ہوتی تھی کیونکہ اس حدیث میں تمام مقامات میں رفع الیدین کی نفی کی جارہی سوائے پہلی تکبیر کے تو معلوم ہو گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت نیز دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین ہوتی تو پہلی تکبیر کی رفع الیدین کی طرح اس رفع الیدین کی بھی استثناء ہوتی لیکن جب صرف پہلی تکبیر کی رفع الیدین کی استثناء کی گئی تو واضح ہو گیا کہ پہلی تکبیر کے علاوہ اور کسی مقام پر رفع الیدین نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا عدم ذکر نہیں بلکہ روایت میں واضح طور پر پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر تمام مقامات میں رفع الیدین کی نفی ہے لہٰذا اس روایت کو مجمل سمجھنا اندھا پن ہے۔

ثانیا: حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

---

❶ المغنی لابن قدامة (متوفی ٦٢٠) ج ١ ص: ٣٥٨ ناشر مكتبة القاهره

❷ نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

تمام امراض کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع پر سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں عمل کیا جائے۔ ❶

عبارت کا خلاصہ یہ نکلا کہ حدیث کو بجائے اپنی فہم کے سلف صالحین کے فہم کے ساتھ سمجھنا چاہیے اب آیئے دیکھتے ہیں کہ سلف صالحین اس حدیث کا مفہوم کیا سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱-ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

وَلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ عِنْدَ كُلِّ خَفْضٍ ورفع ممن لم يختلف فيه إلا بن مَسْعُودٍ وَحْدَهُ❷

صحابہ میں سے کسی سے بھی ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کا ترک مروی نہیں ہے مگر اس سے اس کے خلاف بھی مروی ہے سوائے عبداللہ بن مسعود کے اس سے صرف ہر اونچ نیچ میں ترک رفع الیدین مروی ہے۔

۲-زین الدین العراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶) سے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّلَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ عِنْدَ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ مِمَّنْ لَمْ يَخْتَلِفْ عَنْهُ فِيهِ إلَّا ابْنُ مَسْعُودٍ وَحْدَهُ. ❸

ابن عبدالبر نے کہا ہے صحابہ میں سے کسی سے بھی ہر اونچ نیچ میں رفع الیدین کا ترک مروی نہیں ہے مگر اس سے اس کے خلاف بھی مروی ہے سوائے عبداللہ بن مسعود کے اس سے صرف ترک رفع مروی ہے۔

❶ دین میں تقلید کا مسئلہ لحافظ زبیر علی ص:۹۱ ناشر نعمان پبلیکیشنز ❷ الاستذکار لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج ۱ ص: ۴۱۰ ناشر دار الکتب العلمیة ❸ طرح التثریب فی شرح التقریب لزین الدین العراقی (متوفی ۸۰۶) ج ۲ ص: ۲۵۵ ناشر دار احیاء التراث العربی

۳-علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

وَقَالَ بن عَبْدِ الْبَرِّ كُلُّ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ تَرْكُ الرَّفْعِ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ مِنْهُ رُوِيَ عَنْهُ فعله إِلَّا ابن مَسْعُودٍ ❶

ابن عبدالبر نے کہا کے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدن کرنا بھی منقول ہے سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۴-قاضی شوکانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۵۰) سے:

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: كُلُّ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ تَرْكُ الرَّفْعِ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ رُوِيَ عَنْهُ فِعْلُهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ ❷

ابن عبدالبر نے کہا کے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدن کرنا بھی منقول ہے سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۵-شمس الحق عظیم آبادی (متوفی ۱۳۲۹) سے:

وقال بن عَبْدِ الْبَرِّ كُلُّ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ تَرْكُ الرَّفْعِ فِي الرُّكُوعِ وَالرَّفْعُ

---

❶فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۲ ص: ۲۱۹ ناشر دار المعرفة بیروت ❷نیل الاوطار لمحمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰) ج۲ ص: ۲۰۹ ناشر دار الحدیث مصر

مِنهُ رُوِیَ عَنهُ فعله إلا بن مَسعُودٍ ❶

ابن عبدالبر نے کہا کے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۶-عطاءاللہ حنیف غیر مقلد (متوفی ۱۴۰۹) سے:

وَكُلُّ مَنْ رُوِیَ عَنهُ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ فِيهِمَا رُوِیَ عَنهُ فِعْلُهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ. ❷

ابن عبدالبر نے کہا کے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدین کرنا بھی منقول ہے سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

۷-علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲) سے:

وَكُلُّ مَنْ رُوِیَ عَنهُ مِنَ الصَّحَابَةِ تَرْكُ الرَّفْعِ فِيهِمَا رُوِیَ عَنهُ فِعْلُهُ إِلَّا ابْنَ مَسْعُودٍ. ❸

ابن عبدالبر نے کہا کے کہ ہر وہ صحابی جس سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر

---

❶عون المعبود لشمس الحق عظیم آبادی (توفی ۱۳۲۹)ج۲ ص: ۲۸۹ ناشر دار الکتب العلمیة ❷التعلیقات السلفیة علی سنن النسائی لعطاء الله حنیف (متوفی ۱۴۰۹)ج۲ ص:۸ناشر المکتبة السلفیة باکستان ❸شرح الزرقانی علی المؤطا لمحمد بن عبد الباقی (متوفی ۱۱۲۲)ج ۱ ص:۲۹۴ ناشر مکتبة الثقافة الدینیة

اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے اس سے رفع الیدن کرنا بھی منقول ہے سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے صرف رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ترک رفع الیدین منقول ہے۔

ان عبارات کا خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت علامہ ابن عبد البر، حضرت علامہ زین الدین عراقی، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی، حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی، قاضی شوکانی غیر مقلد شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد عطاء اللہ حنیف غیر مقلد کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی نفی سمجھ میں آرہی ہے لہٰذا ہمیں بھی اس حدیث میں رکوع میں جانے اور سر اٹھانے والی رفع الیدین کی نفی سمجھ میں آرہی ہے۔

حدیث ابن مسعود میں غیر مقلدین کے مغالطے

مغالطہ نمبر ۱-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اگر اس روایت کو عام تصور کیا جائے تو پھر تارکین رفع الیدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں (۱) وہ وتر میں تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع سے پہلے رفع الیدین کرتے ہیں (۲) وہ عیدین میں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کرتے ہیں؟ ❶

جواب: اس حدیث میں پانچوں وقت کی عام نماز کا بیان ہوا ہے لہٰذا اس روایت میں رفع الیدین کی نفی عام نمازوں میں ہو رہی ہے نہ کہ خاص نمازوں میں، یہی تو وجہ ہے کہ کتب حدیث میں جب نماز وتر کا بیان ہوتا ہے تو وہاں صلاۃ کے ساتھ وتر کا ذکر ہوتا ہے کہا جاتا

❶ نور العینین لزبیر علی ص: ۱۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

ہے صلاۃ الوتر اسی طرح جہاں عیدین کا بیان ہوتا ہے تو وہاں صلاۃ کے ساتھ عیدین کا ذکر ہوتا ہے کہا جاتا ہے صلاۃ العیدین بخلاف عام نمازوں کے ان میں کسی قید کا ذکر نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس نفی سے عیدین اور وتر کی رفع الیدین کی نفی نہیں ہوگی۔

مغالطہ نمبر۲-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔امام فقیہ محدث ابوداود رحمہ اللہ علیہ نے اس ضعیف حدیث پر باب باندھا ہے **باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع** یعنی باب اس کا جس نے رکوع سے پہلے رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔

اور یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں ہے۔ ❶

جواب: اگر معیار محدث کا باب باندھنا ہے تو امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے ترک ذالک یعنی یہ باب ہے رفع الیدین کے چھوڑنے کے بیان میں

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے باب ما جاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ یعنی یہ باب ہے اس بیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ کے علاوہ اور کسی جگہ میں رفع الیدین نہیں کیا دیکھیے: ❷

رہی بات امام ابوداؤد کی تو حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ خود بھی عدم ذکر سے عدم وجود پر استدلال کرتے ہیں چنانچہ امام ابوداؤد ایک مقام پر باب باندھتے ہیں **باب ترک الاذان فی العیدین** باب ہے عید کی نماز میں اذان کے چھوڑنے کے بیان میں اور آگے

❶ نور العینین لزبیر علی ص:۱۳۹ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاہور

❷ ترمذی مع شرح احمد محمد شاکر ج۲ ص:۴۰ ناشر قاھرہ

روایت ذکر کرتے ہیں عدم ذکر والی۔ وہ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً❶

حضرت عبدالرحمٰن بن عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ سول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عید کی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں میری قدر ومنزلت نہ ہوتی تو میں اپنی کم عمری کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا نہیں ہوسکتا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس کے بعد خطبہ دیا۔ (مگر ابن عباس نے) اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔

نیز سر کا مسح تین دفعہ کرنا حضرت عثمان کی روایت سے ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حُمْرَانُ، قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ، وَقَالَ فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ هَكَذَا❷

حمران سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے ہوئے

❶سنن ابی داؤد لسلیمان بن اشعث (توفی ۲۷۵)ج ۱ ص: ۲۹۸ ناشر المکتبة العصریة ❷ سنن ابی داؤد لسلیمان بن اشعث (توفی ۲۷۵)ج ۱ ص: ۲۶ ناشر المکتبة العصریة

دیکھا ہے اور مذکورہ حدیث بیان کی مگر اس میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہیں کیا اور اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے سر پر تین مرتبہ مسح کیا اور پھر تین مرتبہ پاؤں دھوئے اس کے بعد (حضرت عثمان نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

لیکن حضرت امام ابو داؤد نے باوجود اس کے حضرت عثمان کی بعض روایات میں تثلیث مسح کے عدم ذکر سے نفی پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ امام ابوداؤد لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصِّحَاحُ كُلُّهَا تَدُلُّ عَلَى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةً، فَإِنَّهُمْ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، وَقَالُوا فِيهَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كَمَا ذَكَرُوا فِي غَيْرِهِ "

ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ وضو کے سلسلہ میں جو احادیث صحیحہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں وہ سب کی سب اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک مرتبہ ہے کیونکہ راویوں نے اس رایت میں اعضاء وضو کا تین مرتبہ دھونا ذکر کیا ہے مگر سر کے مسح کے بارے میں صرف اتنا کہا ہے کہ سر کا مسح کیا یعنی سر کے مسح میں کوئی عدد ذکر نہیں کیا جیسا کہ دیگر ارکان میں کیا ہے۔

حضرت عثمان کی روایت میں تثلیث مسح کے ثبوت کے بعد بعض روایات میں عدم ذکر سے امام ابوداؤد کا نفی پر استدلال کرنا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ کسی چیز کے ثبوت کے بعد اس کے عدم ذکر سے بھی اس کی نفی سمجھی جاتی ہے لہٰذا زبیر علی کا یہ کہنا کہ (ثبوت ذکر کے بعد) عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں ہے۔ امام ابوداؤد کے اصول کے مطابق غلط ہے۔

اثر عبداللہ بن مسعود

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يَسْتَفْتِحُ، ثُمَّ لا يَرْفَعُهُمَا ❶

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے جس کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔

اعتراض نمبر ا-

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۲ یا ۳۳ ہجری کو فوت ہوئے ہیں (تہذیب التہذیب ض ٦ ص: ۲۵) اور ابراہیم بن یزید نخعی ۳۷ ہجری کے بعد پیدا ہوئے تھے ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج ا ص: ۱۵۵) لہٰذا یہ سند منقطع ہے۔ ❷

جواب: ابراہیم نخعی جب بھی حضرت عبداللہ بن مسعود کی کوئی روایت بغیر واسطے کے بیان کرتے تھے تو وہ روایت اس کو بہت سارے صحابہ و تابعین سے پہنچی ہوتی تھی اس لیے اس کی عبداللہ بن مسعو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغیر واسطے کے بیان کی ہوئی روایت، واسطے سے بیان کی ہوئی روایت سے زیادہ مظبوط ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں:

وقال الأعمش قلت لإبراهيم أسند لی عن ابن مسعود فقال إبراهيم: إذا حدثتكم عن رجل عن عبد الله فهو الذی سمعت وإذا قلت قال عبد الله فهو عن غير واحد عن عبد الله. ❸

جب اعمش نے ان سے کہا کہ جب آپ ابن مسعود سے مجھے حدیث سنائیں تو میرے سامنے سند بیان کرو کہ یہ حدیث آپ کو ابن مسعود سے کس نے سنائی تو ابراہیم نخعی

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة لعبد الله بن ابی شیبة (متوفی ۲۳۵) ج ا ص: ۲۱۳ ناشر مكتبة الرشد الرياض ❷ نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱٦٦ ناشر مکتبہ اسلامیہ ❸ تهذيب التهذيب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ا ص: ۱۷۷ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامية

نے کہا کہ جب میں آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کسی متعین شخص سے سناؤں تو سمجھ لینا کہ وہ روایت مجھ تک صرف اس راوی کے واسطے سے پہنچی ہوگی لیکن جب میں عبد اللہ بن مسعود کی روایت بغیر واسطے کے ذکر کروں تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث مجھے عبداللہ بن مسعود سے بہت سارے لوگوں کے واسطے سے پہنچی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ابراہیم نخعی عبداللہ بن مسعود سے بغیر سنے روایت بیان نہیں کرتے تھے کسی جماعت سے سن کر ہی کرتے تھے لیکن روایت بیان کرتے وقت سند اس لیے بیان نہیں کرتے تھے کہ اتنے سارے استاذوں کا ایک ہی حدیث میں نام لینا مشکل ہوتا تھا لہٰذا ابراہیم نخعی کی روایت عبداللہ بن مسعود سے منقطع ثابت نہیں ہوئی کیونکہ بلاواسطہ نقل نہیں کرتے۔

اعتراض نمبر۲۔

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ یہ روایت ابراہیم نخعی نے غیر واحد (کئی اشخاص) سے سنی ہے یا ایک جماعت سے سنی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ غیر واحد اور جماعت دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں لہٰذا ان سے استدلال مخدوش ہے۔ ❶

جواب: حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ بَيْنَ إبراهيم وعبد الله أَئِمَّةً ثِقَاتٍ لَمْ يُسَمِّ قَطُّ مُتَّهَمًا، وَلَا مَجْرُوحًا، وَلَا مَجْهُولًا، فَشُيُوخُهُ الَّذِينَ أَخَذَ عَنْهُمْ، عَنْ عبد الله أَئِمَّةٌ أَجِلَّاءُ نُبَلَاءُ وَكَانُوا كَمَا قِيلَ: سُرُجُ الْكُوفَةِ، وَكُلُّ مَنْ لَهُ ذَوْقٌ فِي الْحَدِيثِ إِذَا قَالَ إبراهيم: قَالَ عبد الله لَمْ يَتَوَقَّفْ فِي ثُبُوتِهِ عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ مِمَّنْ

❶ نور العینین لزبیر علی زئی ص:۱۶۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ

فِی طَبَقَتِهٖ لَوْ قَالَ: قَالَ عبد الله، لَا یَحْصُلُ لَنَا الثَّبْتُ بِقَوْلِهٖ، فإبراهیم عَنْ عبد اللہ نَظِیرُ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عمر وَنَظِیرُ مالک عَنِ ابْنِ عُمَرَ، فَإِنَّ الْوَسَائِطَ بَیْنَ هٰؤُلَاءِ وَبَیْنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِذَا سَمَّوْهُمْ وُجِدُوا مِنْ أَجَلِّ النَّاسِ وَأَوْثَقِهِمْ وَأَصْدَقِهِمْ، وَلَا یُسَمُّونَ سِوَاهُمُ الْبَتَّة[1]

یہ بات معلوم ہے کہ ابراہیم اور عبداللہ کے درمیان جو لوگ واسطہ ہیں وہ امام ہیں ثقہ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی متہم یا مجروح یا مجہول نہیں پایا گیا ہے پس ابراہیم کے وہ شیوخ جن سے عبداللہ کی روایتیں نقل کی ہیں وہ حضرات بڑے بڑے جلیل القدر کوفہ کے چراغ تھے پس ہر وہ شخص جس کو حدیث کے ساتھ کچھ مناسبت ہوگی وہ شخص ابراہیم عن عبداللہ کی روایت کے ثبوت میں توقف تک نہیں کرے گا ہاں ابراہیم کا دوسرا ہم عصر اگر عبداللہ سے اسی طرح روایت نقل کرے گا تو ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہوگی۔ پس ابراہیم کی روایت عبد اللہ سے اس طرح مظبوط ہوتی ہے جس طرح سعید بن المسیب کی روایت حضرت عمر سے اور امام مالک کی روایت ابن عمر سے اس لیے کہ ان حضرات اور صحابہ کرام کے درمیاں ایسے واسطے ہیں کہ جب ان کا نام ذکر ہوگا تو وہ لوگوں میں سب سے بڑے اور زیادہ مضبوط اور اور زیادہ سچے ہونگے ایسے لوگوں کے علاوہ بلکل نہیں ہونگے۔

اعتراض ۳۔

حافظ زبیر علی زئی گوندلوی صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روایت فی نفسہ قابل حجت بھی ہوسکتی ہے کیونکہ حجت ہونا یا نہ ہونا تو اتصال وانقطاع اور صحت وضعف پر موقوف ہے یہ عبارت مرویات ابراہیم کے قابل حجت ہونے پر دال نہیں ہے۔

[1] زاد المعاد لابن القیم (متوفی ۷۵۱) ج۵ ص: ۵۸۰ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت

اولاً: اس لیے کہ ممکن ہے کہ دو تین کوفی جمع ہوکر اسے حدیث سنائیں اور وہ تینوں ضعیف الحافظہ ہوں۔

ثانیاً: پتہ نہیں کہ سلسلہ اسناد عبداللہ تک کتنے واسطوں سے پہنچتا ہے۔ بعض اوقات تابعی اور صحابی کے درمیان دو چار بلکہ سات واسطے بھی ہوتے ہیں ان کے متعلق تحقیقات نہایت ضروری ہیں۔

ثالثاً: ممکن ہے ابراہیم کے نزدیک وہ ثقہ ہوں مگر دیگر ائمہ فن کے ہاں ضعیف ہوں۔ [والجرح مقدم علی التعدیل] ۔تعدیل مبہم مقلد کا مایہ ناز ہوسکتی ہے ایک تشنہ تحقیق کی سیرابی کے لیے ناکافی ہے۔

.ان ہی خدشات کی روشنی میں جرح وتعدیل کے ایک بہت بڑے امام نے فرمایا ہے کہ ابرہیم سے عبداللہ کی روایات ضعیف ہیں۔یعنی امام ذہبی کا میزان الاعتدال ج ا ص: ۳۵ میں ارشاد ہے:

قلت: استقر الأمر علی أن إبراهيم حجة، وأنه إذا أرسل عن ابن مسعود وغيره فليس ذلک بحجة . انتهی.

قال الامام الشافعی ان ابراهيم النخعی لو روی عن علی و عبد الله وانه اذا ارسل عن ابن مسعود و غيره فليس ذالک بحسن انتهی كلامه

یعنی امام شافعی نے کہا ابراہیم نخعی اگر علی اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کریں تو وہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ ابراہیم کی ان میں سے کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی اور امام ذہبی نے ابراہیم نخعی کی عبداللہ بن مسعود سے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (1)

(1) نور العینین لزبیر علی زئی ص: ۱۶۶-۱۶۷ ناشر مکتبہ اسلامیہ

مراسیل ابراہیم نخعی بالاجماع صحیح ہیں

جواب: ابراہیم نخعی کی مرسل روایات خصوصا حضرت عبداللہ بن مسعود سے، محدثین کے بالاجماع قبول ہیں۔ جیسے کہ حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا أَنَّ مَرَاسِيلَ إِبْرَاهِيمَ صِحَاحٌ ❶

محدثین کا اجماع ہے کہ ابراہیم کی مرسل روایات صحیح ہیں۔

۱-حضرت علامہ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳) سے:

اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنا فیصلہ یوں سناتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ إِلَى هَذَا نَزَعَ مِنْ أَصْحَابِنَا مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُرْسَلَ الْإِمَامِ أَوْلَى مِنْ مُسْنَدِهِ لِأَنَّ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَرَاسِيلَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَقْوَى مِنْ مَسَانِيدِهِ وَهُوَ لَعَمْرِي كَذَلِكَ إِلَّا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَيْسَ بِعَيَّارٍ عَلَى غَيْرِهِ ❷

اعمش والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم نخعی کی مرسل روایات، اس کی مسند روایات سے زیادہ مضبوط ہیں۔ اور مجھے میری زندگی کی قسم یہی بات صحیح ہے۔

۲-امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱) سے:

۳-امام بیہقی (متوفی ۴۵۸) سے:

وقال أحمد بن حنبل مرسلات إبراهيم النخعي لا بأس بها وخص البيهقي ذلك بما أرسله عن ابن مسعود دون غيره ❸

❶ الاستذكار لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج۶ ص:۱۳۷ ناشر دار الكتب العلمية

❷ التمهيد لابن عبد البر (متوفی ۴۶۳) ج۱ ص:۳۸ ناشر وزارة عموم الاوقاف

❸ جامع التحصيل للحافظ علائی (متوفی ۷۶۱) ص:۸۸ ناشر عالم الكتب بيروت

امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کی مرسل روایات میں کوئی خرابی نہیں ہے اوراسی طرح امام بیہقی کا بھی فرمان ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کی وہ مرسل روایات جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہیں ان میں تو کوئی خرابی نہیں البتہ دیگر حضرات سے اس کی مرسل روایت قبول نہیں کی جائینگی۔

۴-یحی بن معین (متوفی ۲۳۳) سے:

ومرسلات إِبْرَاهِيم صَحِيحَة إِلَّا حَدِيث تَاجر الْبُحْرين وَحَدِيث الضحک فِي الصَّلَاة❶

ابراہیم کی مرسل روایات صحیح ہیں سوائے تاجرالبحرین اور نماز میں ہنسی والی روایت کے۔

وسمعت يحيى يقول مرسلات ابراهيم اصح من مرسلات سعيد بن المسيب والحسن❷

یحی بن معین کہتے ہیں کہ ابراہیم کی مرسل روایات میرے نزدیک سعید بن مسیّب اور حسن بصری کی مرسل روایات سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی عبارت کا تو علامہ ذہبی سے اس کے خلاف بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

وإن صَحَّ الإسنادُ إلى تابعيٍّ متوسّط الطبقة، كمراسيل مجاهد وإبراهيم، والشعبي. فهو مُرسَل جيّد لا بأسَ به❸

اوراگر متوسط طبقہ کے تابعی تک سند صحیح ثابت ہوتی ہے جیسے مجاہد، ابراہیم، اور شعبی کی

❶تاریخ یحی بن معین بروایة الدوری (متوفی ۲۳۳) ج۳ص: ۲۰۶ ناشر دار احیاء التراث العربی ❷تاریخ یحی بن معین بروایة الداوری (متوفی ۲۳۳) ج۱ ص: ۱۲۰ ناشر مجمع اللغة العربية ❸الموقظة فی علم مصطلح الحدیث لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (متوفی ۷۴۸) ص: ۴۰ ناشر مکتبة المطبوعات الاسلامية

مرسل روایات تو یہ مرسلات عمدہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے امام شافعی کی عبارت کا تو امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الام میں سر توڑ کوشش کے باوجود یہ عبارت نہیں ملی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ زبیر صاحب نے بھی اس حوالے کی خود ذمہ داری نہیں لی ہے بلکہ گوندلوی صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر گولی چلائی ہے۔لہٰذا جب تک یہ عبارت امام شافعی کی کتاب الام سے ثابت نہیں ہوتی ہے تب تک ہم پر اس عبارت کے ساتھ الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔

بقیہ باتیں گوندلوی صاحب اور زبیر صاحب کی محض دل بہلانے والی ہیں اس لیے ان باتوں کا جواب لکھنا فضول ہے۔

مؤلف کی دیگر کتب







زیرطبع کتب





